خلیفۂ اوّل کی باتیں

بچّوں کے لئے خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پاکیزہ زندگی، علم وعمل اور معاشرت سے متعلّق خوبصورت واقعات اور اقوال کا ایک مستند حسین گلدستہ

تالیف

مولانا محمد نعمان صاحب

اُستاذُالحدیث جامعہ انوارُالعلوم، مہران ٹاؤن، کورنگی کراچی

مولانا محمد نعمان صاحب کی کتب، بیانات واٹس ایپ پر حاصل کرنے کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں: 03112645500

اِدارۃُ المعارف کراچی

Scanned with CamScanner

خلیفۂ اوّل کی باتیں

بچوں کے لئے خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی
پاکیزہ زندگی، علم وعمل اور معاشرت سے متعلق خوبصورت واقعات
اور اقوال کا ایک مستند حسین گلدستہ

تالیف
مولانا محمد نعمان صاحب
اُستاذ الحدیث جامعہ انوار العلوم، مہران ٹاؤن، کورنگی کراچی

ادارۃ المعارف کراچی ۱۴

Scanned with CamScanner

جملہ حقوقِ ملکیت بحق ادارۃ المعارف کراچی ۱۴ محفوظ ہیں

بندہ محمد نعمان کی طرف سے کتاب ھٰذا
"خلیفہ اوّل کی باتیں"
کے جملہ حقوقِ ملکیت "ادارۃ المعارف کراچی ۱۴" کو حاصل ہیں۔ کوئی شخص یا ادارہ بلا اجازت غیر قانونی طباعت، اشاعت اور فروخت کا مجاز نہیں۔ بصورتِ دیگر ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی۔

محمد نعمان
ربیع الثانی ۱۴۴۱ھ
دسمبر ۲۰۱۹ء

باہتمام : محمد مشتاق سنی
طبع جدید : ربیع الثانی ۱۴۴۱ھ - دسمبر ۲۰۱۹ء
مطبع : شمس پرنٹنگ پریس کراچی
ناشر : ادارۃ المعارف کراچی ۱۴

ملنے کے پتے:
ادارۃ المعارف کراچی ۱۴
احاطہ جامعہ دارالعلوم کراچی، کورنگی انڈسٹریل ایریا، کراچی
فون: 021-35032020 , 021-35123161
موبائل: 0300 - 2831960
ای میل: imaarif@live.com

- مکتبہ معارف القرآن کراچی ۱۴
- دارالاشاعت، اُردو بازار، کراچی
- ادارہ اسلامیات، انارکلی، لاہور
- بیت الکتب، گلشن اقبال، کراچی
- مکتبۃ القرآن، بنوری ٹاؤن، کراچی

فہرست عنوانات

عنوانات	صفحہ نمبر
عرض مؤلف..	۷
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مختصر سوانح...............	۹
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی احتیاط.......................	۱۹
ہر اچھے کام میں پہل..	۲۰
دین اسلام کی طرف دعوت..	۲۲
آخرت کا خوف..	۲۳
ہر موقع پر صداقت وسچائی..	۲۴
کسی سے سوال نہ کرنا..	۲۵
خلیفہ رسول ہونے کے باوجود پیدل چلنا........................	۲۶
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زہد........................	۲۸
اہل بیت سے محبت..	۲۹
مقام ومرتبہ..	۳۰

Scanned with CamScanner

اللہ کے راستے میں سارا مال خرچ کرنا ۳۱
ادب واحترامِ نبوی ۳۲
والدین کا ادب واحترام ۳۳
بچوں سے پیار ۳۵
اللہ کے راستے میں مال خرچ کرنا ۳۵
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین نصائح ۳۶
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضرت اسامہ کو نصائح ۳۷
عاجزی اور تواضع ۳۸
سلام کرنے میں پہل کرنا ۳۹
رحم دلی ۳۹
خشیتِ الٰہی ۴۰
رقّتِ قلب ۴۰
زندگی میں قناعت ۴۱
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ۴۲
مہمان کا اکرام ۴۳
اوّلیاتِ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۴۴

Scanned with CamScanner

حلم و بردباری ۴۵
اخلاقِ کریمانہ ۴۵
بے تعصبی ۴۶
اولاد سے محبت ۴۶
مزاج میں نظافت ۴۷
ہجرت مدینہ کا یادگار تاریخی سفر ۴۸
اولاد کی تربیت ۴۹
تین چاند ۵۰
احد پہاڑ پر نبی صدیق اور دو شہید ۵۱
حوض کوثر پر رفاقت نبوی ۵۱
مریضوں کی عیادت ۵۱
مردوں کی تعزیت ۵۲
خوش طبعی ۵۳
راز کی حفاظت ۵۴
خدمتِ رسول پر جنت میں رفاقت ۵۵
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت ۵۶
رعایا کی خدمت ۵۷

Scanned with CamScanner

شیخین کو تعلیم اعتدال ٥٨

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آخری لمحات ٦٠

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پچاس اقوال زریں ٦٠

Scanned with CamScanner

عرضِ مؤلف

الحمدللہ یہ کتاب ''خلیفہ اول کی باتیں'' بچوں کے لیے لکھی گئی ہے، ابتداء میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مختصر مگر جامع حالات ہیں، ولادت سے لے کر وفات تک تمام اہم اور مستند باتیں اس میں جمع کر دی گئی ہیں، اس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہکی سیرت، اخلاقِ حمیدہ، تقویٰ و پرہیز گاری، خدمتِ خلق، سخاوت، مہمان نوازی، قرابت داری، مصیبت زدوں کی اعانت، حرام اور شبہات سے اجتناب، اور اس قسم کی تمام اہم خوبیاں اور محاسن، بندہ نے اس میں جمع کر دی ہیں۔ ہر واقعہ نہایت عام فہم اور سہل انداز میں لکھا گیا ہے، درمیان میں اگر کوئی لفظ مشکل آ گیا تو بین القوسین اس کی وضاحت کر دی۔ ہر واقعہ کے بعد ''پیارے بچو'' کا عنوان ڈال کر اس سے حاصل ہونے والے نتائج آسان الفاظ میں ذکر کر دیئے۔ اس بات کی بھی کوشش رہی کہ کوئی بات اس میں غیر مستند نہ آئے، ہر واقعہ کا مکمل حوالہ آخر میں ذکر کر دیا تاکہ یہ کاوش بچوں کے ساتھ ساتھ اہلِ علم کے لیے بھی مفید ہو۔

چونکہ یہ کتاب بچوں کے لیے لکھی گئی ہے اس لیے ان کے مزاج کی رعایت رکھتے ہوئے اختصار کے پہلو کو مدنظر رکھا گیا، لیکن اختصار کے باوجود حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہکی زندگی کے تمام اہم پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے۔ بندہ نے اس منتشر اور متفرق کاوش کو عیدالاضحیٰ کی تعطیلات کے دوران پانچ ایام میں جمع کیا ہے۔ چونکہ بندہ کا ذوق بفضل اللہ تعالیٰ علمی ہے، اور اب تک جو تصنیفات چھپی ہیں وہ علمی موضوعات پر ہیں۔ بچوں کے لیے لکھنے کا ایک الگ انداز ہوتا ہے، چونکہ بندہ اس فن کا شہسوار نہیں ہے، اس لیے قارئین سے

Scanned with CamScanner

پیشگی معذرت چاہتا ہوں۔اس کاوش کا سبب یہ بنا کہ تعطیلات کے دوران ایک دن ''ادارۃ المعارف'' جانا ہوا، وہاں محترم اور مکرم جناب مشتاق سَنّی صاحب کے فرزند ارجمند سے ملاقات ہوئی۔انہوں نے اس طرف توجہ دلائی کہ بچوں کے لیے اگر خلفاء راشدین میں سے ہر ایک کی سوانح پر کچھ لکھ دیا جائے تو یہ ایک اچھی کاوش ہوگی، اور بچوں کو خلفائے راشدین کی سیرت وسوانح سے متعارف کرانے کی ایک مفید کوشش ہوگی۔

زیرِنظر کتاب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مختصر مگر پُر مغز سوانح، واقعات، معاشرت اور اخلاق سے متعلق آپ کی سیرت، اور آخر میں علم وحکمت سے لبریز اقوال زریں موجود ہیں۔یہ ایک گلدستہ ہے جس میں آپ کی سیرت کے گلہائے رنگارنگ کو جمع کردیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کاوش کو پڑھنے والوں کے لیے مفید اور بندہ کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔آمین

محمد نعمان

استاذ الحدیث جامعہ انوار العلوم، مہران ٹاؤن کراچی

Scanned with CamScanner

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مختصر سوانح

آپ کا نام عبداللہ، والد کا نام عثمان بن عامر، کنیت ابوبکر تھی، اور آپ اس کنیت کے ساتھ مشہور ہوئے، عربوں میں باپ، بیٹے، بیٹی، یا ماں کی نسبت سے ایک اور نام رکھا جاتا تھا جسے کنیت کہتے ہیں، بسا اوقات یہ کنیت کسی خوبی کی بناء پر بھی رکھی جاتی تھی، حضرت ابوبکر کی کنیت کا تعلق بھی اسی قسم سے ہے، بکر کا معنی کسی کام میں پہل کرنا، آپ نے ایمان لانے میں پہل کی، اسی طرح ہر نیکی اور اچھے کاموں میں آپ سب سے آگے بڑھا کرتے تھے، اس لیے اس کنیت کی وجہ سے مشہور ہو گئے۔ آپ کے دو لقب تھے، ۱۔ صدیق، ۲۔ عتیق، صدیق آپ کا لقب اس لیے تھا کہ آپ نے واقعہ معراج (جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور پھر ساتوں آسمانوں اور جنت جہنم کے مناظر دکھائے ایک مختصر وقت میں اس واقعہ) کی تصدیق کی۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر موقع پر ہر بات کی تصدیق کی۔ آپ کا لقب عتیق اس لیے تھا کہ عتیق کا معنیٰ "آزاد" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ تم اللہ کی طرف سے دوزخ سے آزاد ہو۔ حضرت ابوبکر کی پیدائش ۵۷۳ء میں ہوئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں دو سال دو مہینے چھوٹے تھے۔

آپ کے والد کی کنیت ابو قحافہ تھی، اور یہ بھی اپنی کنیت سے زیادہ مشہور تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلہ نسب ساتویں پشت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے ملتا ہے، آپ کی والدہ کا نام سلمیٰ بنت صخر ہے، اور ان کی کنیت ام الخیر تھی۔ آپ اسلام لانے سے پہلے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے، مردوں میں سب سے پہلے آپ نے اسلام قبول کیا۔ آپ کو یہ شرف بھی حاصل ہے آپ خود، آپ کے والدین، اور آپ

Scanned with CamScanner

کے صاحبزادے اور پوتے سب کے سب صحابی تھے، تمام صحابہ کرام میں یہ نمایاں خصوصیت کسی اور کو حاصل نہیں۔ آپ نے بچپن بہت پاکیزہ اور اچھے انداز میں گذارا، آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا، آپ نہایت نرم دل تھے، لوگوں کے ساتھ ہمدردی اور تعاون میں پیش پیش تھے، کسی کو تکلیف میں دیکھتے تو فوراً اس کی مدد کرتے۔ حضرت بلال حبشی، حضرت صہیب رومی، حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضرت ہندہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کفار کی تکالیف اور مظالم سے نجات دلا کر آزاد کیا۔ آپ نے نہ زمانہ جاہلیت میں اور نہ اسلام میں، نہ کبھی شراب پی اور نہ زنا کیا اور نہ ہی کبھی چوری کی، عرب کے معاشرے میں آپ کی ایک نمایاں حیثیت تھی، آپ نے اٹھارہ برس کی عمر میں تجارت کا پیشہ اختیار کیا، آپ نے تجارت میں ہمیشہ سچائی اور دیانتداری سے کام لیا، آپ کے عمدہ اوصاف کی وجہ سے آپ کی تجارت چمک اٹھی، آپ کا شمار مکہ کے مالدار اور معزز لوگوں میں ہونے لگا، آپ نے ساری رقم دین اسلام کی اشاعت میں لگائی، جب آپ مسلمان ہوئے تو چالیس ہزار درہم کے مالک تھے اور جب دنیا سے رخصت ہونے لگے تو اتنی رقم بھی نہیں تھی کہ آپ کو کفن دیا جاسکے۔

آپ صحابہ کرام میں سب سے زیادہ علم رکھنے والے تھے، جب کسی مسئلے کے متعلق صحابہ کرام کے درمیان اختلاف رائے ہو جاتا تو سب آپ کی طرف رجوع کرتے، قرآن کریم اور سنت کا سب سے زیادہ علم آپ کے پاس تھا، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں آپ کو امام بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خداداد فراست اور موقع شناسی سے نوازا تھا، آپ کو صحابہ میں یہ منفرد مقام حاصل ہے کہ آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ابتدائے نبوت سے وفات تک حاصل رہی۔

آپ کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ کی صحابیت (صحابی اسے کہتے ہیں جسے ایمان کی حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل ہو اور ایمان ہی کی حالت میں دنیا سے پردہ فرمایا ہو) قرآن کریم سے ثابت ہے، قرآن میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو سب سے بڑا متقی

Scanned with CamScanner

فرمایا، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے ابوبکر ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے پاس جبرائیل آئے اور میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے لے جا کر جنت کا دروازہ دکھلایا، جس سے میری امت جنت میں داخل ہوگی، حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ کاش میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا اور جنت کا دروازہ دیکھ لیتا، آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! تو میری امت میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا، آپ عشرہ مبشرہ (وہ دس صحابہ جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی ان) میں سب سے پہلے نمبر پر ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مقدس جس سے حق وسچ کے علاوہ کوئی بات کبھی نہیں نکلی، آپ نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کئی مرتبہ بشارت دی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی دفعہ اپنے ایمان کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان کی شہادت دی، حالانکہ یہ دونوں بزرگ اس وقت موجود نہ ہوتے تھے، ایسے مواقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ اس قسم کے تھے:

أُوْمِنُ بِذَٰلِكَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ.

میں ابوبکر اور عمر اس پر ایمان لاتے ہیں۔

اعمال کی گواہی تو سب دیکھنے والے دے سکتے ہیں لیکن ایمان کی گواہی دینا پیغمبر ہی کا کام ہے، اس لیے کہ ایمان دل میں ہوتا ہے اور اس پر اللہ رب العزت مطلع اور آگاہ ہوتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ اپنے پیارے رسول کو اس بارے میں بذریعہ وحی بتلاتے ہیں۔

پیارے بچو! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایمان کے ساتھ حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ایمان کو کتنی صراحت کے ساتھ بیان فرمایا، پس ایمان کی مضبوطی میں یہ دونوں حضرات باقی سب صحابہ سے آگے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دین اسلام کی اشاعت وتبلیغ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی منشا اور رائے کے مطابق ہر موقع پر اپنا

Scanned with CamScanner

مال بے دریغ خرچ کیا، اس لیے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے کسی مال سے اتنا فائدہ نہیں پہنچا جتنا ابو بکر کے مال سے پہنچا ہے، اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے اور کہا: یا رسول اللہ! میں اور میرا مال تو سب آپ کے لیے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سچے مذہب کے لیے جانی اور مالی دونوں قسم کی قربانیاں ہر موقع پر دیں، اس لیے ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے متعلق فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارے پاس بھیجا، تم نے میری تکذیب کی لیکن ابو بکر نے میرے بارے میں کہا کہ سچ فرمارہے ہیں، اور اپنے جان و مال دونوں سے میرا ساتھ دیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر کسی کو نہ سمجھتے تھے، حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت اور برتری کا اعتراف کفار کو بھی تھا، جنگ احد کے موقعہ پر یہ غلط بات پھیل گئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہید کر دیے گئے، آپ نے اس کی فوری تردید نہ فرمائی، ادھر سے کفار نے آواز دی کیا تم میں ابو بکر ہیں؟ کسی نے جواب نہ دیا۔ پھر آواز لگائی: کیا تم میں خطاب کا بیٹا ہے یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے؟ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے اللہ کے دشمنو! آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجود ہیں اور ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ دشمنوں کو بھی معلوم تھا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم واقعی شہید ہو گئے تو پھر مقام حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریش میں صاحب عزت اور صاحب دولت تھے، قریش کے سرداروں میں سب سے زیادہ با اخلاق تھے، دنیاوی کاموں میں عرب کے لوگ آپ سے مشورہ کیا کرتے تھے، آپ کی سخاوت سے اپنوں اور غیر دونوں نے فائدہ اٹھایا۔ خوابوں کی تعبیر بتلانے میں آپ کو ایک خاص مقام حاصل تھا، عرب کے علوم وفنون میں علم انساب (وہ علم جس میں والد یا والدہ کی طرف سے اوپر تک سلسلہ نسل بیان کیا جائے اسی میں) جو مقام آپ کو حاصل تھا وہ کسی

Scanned with CamScanner

دوسرے کو حاصل نہ تھا، اس علم کی شہرت پورے عرب میں تھی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس علم میں سب سے بڑھ کر تھے۔ قرآن وسنت کے علوم میں تو آپ کی مثال ہی نہیں تھی، اس لیے صحابہ کرام فرماتے تھے کہ ہم میں سب سے بڑے عالم ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر موقع پر ساتھ رہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کے وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر گئے اور دروازے پر دستک دی، تو جب دروازہ کھولا تو کیا دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں، آپ نے فرمایا: مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے، یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے والدین آپ پر قربان ہوں، کیا مجھے بھی آپ کے ساتھ جانے کی اجازت ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں، یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتنا خوش ہوئے کہ رونے لگ گئے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: مجھے اس روز پتہ چلا کہ خوشی کے بھی آنسو ہوتے ہیں۔ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سفر کے دوران کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ہو جاتے، کبھی دائیں طرف، کبھی بائیں طرف، اور کبھی پیچھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وجہ پوچھی تو فرمایا: اے اللہ کے رسول! مجھے خطرہ لگتا ہے کہ دشمن کہیں آپ پر آگے سے نہ حملہ کردے اس لیے میں آگے بڑھ جاتا ہوں، اور کبھی خیال آتا ہے دشمن کہیں دائیں طرف سے نہ آجائے تو اس طرف آجاتا ہوں۔

جب غارِ ثور پر پہنچے، یہ غار مکے کے جنوب مشرق میں تقریباً پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے، جب غار کے دہانے پہنچے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: پہلے میں غار کی صفائی اچھی طرح کرلوں پھر آپ تشریف لائیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی چادر پھاڑ کر غار کے تمام سوراخ بند کیے، صرف دو سوراخ باقی بچ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم غار میں داخل ہوئے اور تین دن یہاں ٹھہرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام کرنے کی غرض

Scanned with CamScanner

سے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آغوش میں سر رکھ کر سو گئے، آپ کا سر مبارک حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں تھا، ایسا لگتا تھا کہ جیسے رحل میں قرآن کریم کھلا ہوا ہو، یہ بھی آپ کا اعزاز ہے کہ تین دن آپ کے چہرے انور کا دیدار کرتے رہے، تیسری رات اس غار سے نکلے، عبداللہ بن اُریقط نامی ایک شخص کو اجرت پر راستہ بتانے کے لیے ساتھ لیا، ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کے غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے، آٹھ دن کے سفر کے بعد آپ قباء پہنچے اور مسجد قباء کی بنیاد رکھی، اور چند دن ٹھہرنے کے بعد مدینہ روانہ ہوئے۔ مدینہ پہنچ کر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں ٹھہرے، آپ نے مسجد نبوی کے لیے زمین خریدی، اس کی قیمت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ادا کی، مدنی زندگی میں بھی کسی موقع پر بھی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ یہاں تک کہ تمام غزوات میں بھی آپ کے ساتھ شرکت کی۔

غزوۂ تبوک میں آپ نے سارے گھر کا ساز و سامان لا کر آپ کے قدموں میں رکھ دیا، سن ۹ھ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حج کا امیر مقرر کیا، اور آپ کی امارت میں یہ سب سے پہلا حج ادا کیا گیا، سن ۱۱ھ ماہ صفر کی ۲۸ویں تاریخ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے، چونکہ اس بیماری میں آپ کا انتقال ہوا اس لیے اس کو مرضِ وفات کہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرضِ وفات میں امامت کے لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتخاب کیا۔

آپ نے صحابۂ کرام کو ۱۷ یا ۲۱ نمازیں پڑھائیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امام بنانا اس بات کی واضح علامت تھی کہ آپ کے پاس قرآن وسنت کا علم سب سے زیادہ ہے، امامت کے لیے انتخاب اس شخص کا ہوتا ہے جو تمام لوگوں میں سب سے زیادہ شریعت سے واقف ہو۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امام بنانے میں ایک واضح اشارہ آپ کی

Scanned with CamScanner

خلافت کی طرف تھا کہ میرے بعد خلیفہ ابوبکر ہوں گے، اس دور میں امامتِ صغریٰ (یعنی مسجد کی امامت) اور امامتِ کبریٰ (یعنی بادشاہت اور سلطنت) ایک ہی شخص کے پاس ہوا کرتی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ پیر کے دن انتقال ہوا۔ ۱۲ اور ۱۳ ربیع الاول دو دن آپ کے ہاتھ پر بیعت خلافت ہوئی۔ شام کے علاقوں میں حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد حضرت زید بن حارثہ شہید کیے گئے تھے، آپ کے صاحب زادے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جذبۂ شہادت سے سرشار تھے اور اپنے والد کے خون کا بدلہ لینا چاہتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اہم کام کے واسطے ۷۰۰ صحابہ کا لشکر تیار کیا، اور اس لشکر کا امیر حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنایا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری زیادہ ہوگئی تو حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لشکر رک گیا، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے پردہ فرما گئے، لیکن ابھی تک وہ لشکر روانہ نہیں ہوا تھا، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس لشکر کو جانے کا حکم دیا، اس دوران یہ خبریں ملیں ہیں کہ بعض قبیلے مرتد ہوگئے یعنی اسلام سے پھر گئے، کچھ قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے، اور ایسے لوگ بھی سامنے آئے جنہوں نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا، ان حالات میں بعض صحابہ نے مشورہ دیا کہ اس لشکر کو روک دیا جائے، اتنے بڑے لشکر کو روک دینا بہتر ہے، ان کا مدینہ میں رہنا ضروری ہے تاکہ اگر دشمن مدینہ پر حملہ کریں تو ان کا مقابلہ کیا جا سکے، ان مشورہ دینے والوں میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ باوجود نرم مزاج ہونے کے اس معاملے میں سخت موقف اختیار کرتے ہوئے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر مدینہ اس طرح آدمیوں سے خالی ہو جائے کہ درندے اور کتے مجھے چیر پھاڑ دیں تب بھی میں اس لشکر کو شام جانے سے نہیں روکوں گا، اگر تمام مسلمان مجھے چھوڑ دیں اور میں تنہا رہ جاؤں تو بھی میں اس لشکر کو جانے سے نہیں روکوں گا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس لشکر کو رخصت کرنے کے لیے مدینے سے باہر تک پیدل چل کر ساتھ گئے۔

Scanned with CamScanner

حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر کو روانہ کرنے کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منکرینِ زکوٰۃ کے فتنے کی طرف متوجہ ہوئے، اور ان کے متعلق فرمایا: اللہ کی قسم! اگر انہوں نے مجھے وہ رسی نہ دی جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے تو اس رسی کے نہ دینے پر میں ان سے قتال کروں گا۔

اس کے بعد مسیلمہ کذاب (یہ وہ شخص ہے جس نے جھوٹا نبوت کا دعویٰ کیا تھا، اس) کے پاس قبیلہ ربیعہ کے چالیس ہزار جنگجو جمع ہو گئے، ان میں کئی ایسے بھی تھے جو مسیلمہ کو نبوت کے دعویٰ میں جھوٹا سمجھتے تھے، لیکن قومیت کی وجہ سے ان کے ساتھ تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک لشکر دے کر بھیجا، پھر ان کی امداد اور مدد کے لیے مزید دستے روانہ کرتے رہے یہاں تک کہ مسلمانوں کی کل تعداد تیرہ ہزار ہو گئی، جبکہ مسیلمہ کے لشکر کی تعداد چالیس ہزار تھی، صحابہ کرام نے نہایت شجاعت اور بہادری کے ساتھ ان مرتدین کا مقابلہ کیا، بالآخر مسیلمہ کذاب مارا گیا اور دس ہزار افراد مسیلمہ کے لشکر کے مارے گئے، اس جنگ میں مسلمانوں کے تقریباً (۷۰۰) افراد شہید ہوئے، جن میں تین سو ساٹھ (۳۶۰) انصار صحابہ میں سے تھے، اس جنگ میں شہید ہونے والوں میں اکثر قرآن کریم کے حفاظ تھے۔

اس جنگ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح و کامرانی کے ساتھ سرشار فرمایا۔ حضرت صدیق اکبر کے دور میں رونما ہونے والے فتنوں میں یہ سب سے بڑا فتنہ تھا، اس فتنے کے خاتمے کے ساتھ ہی مرتدین کی کمر ٹوٹ گئی، مسلمان غالب ہو گئے۔ چونکہ اس جنگ میں اکثر حفاظ صحابہ شہید ہوئے تھے اس لیے یہ اندیشہ ہوا کہ اس طرح اگر حفاظ صحابہ شہید ہوتے رہے تو کہیں قرآن ختم نہ ہو جائے، اس لیے کہ اب تک قرآنِ کریم کو کتابی صورت میں جمع نہیں کیا گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں اکثر صحابہ اور صحابیات قرآنِ کریم کے حافظ تھے، اور صحابہ نے قرآنِ کریم کو کھجور کی شاخوں، چمڑوں اور ہڈیوں پر لکھا کرتے تھے۔ اس دور میں

Scanned with CamScanner

اس طرح کاغذ موجود نہیں تھا جیسا کہ آج کل ہے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشورے کے بعد آپ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور کہا: آپ عقل مند اور نوجوان آدمی ہیں، میں تمہیں اس کام پر مامور کرتا ہوں، آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وحی لکھا کرتے تھے، لہٰذا آپ قرآنِ کریم کے حصے تلاش کریں اور اسے ایک جگہ جمع کریں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جس طرح سب سے پہلے مردوں میں اسلام قبول کرنے کا شرف بخشا اسی طرح قرآنِ کریم کو کتابی صورت میں جمع کرنے کا شرف بھی آپ کو حاصل ہوا۔

ان بڑے اندرونی فتنوں پر قابو پانے کے بعد آپ ایران اور روم کی طرف متوجہ ہوئے، اس وقت دنیا کی یہی دو بڑی طاقتیں تھیں، ایران کے لوگ آگ کے پجاری تھے اور اہل روم عیسائی تھے، ایران کی طرف آپ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لشکر دے کر بھیجا، اور روم کی طرف آپ نے یزید بن ابی سفیان، شرحبیل بن حسنہ، ابوعبیدہ بن جراح اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک کو ایک ایک لشکر کا سپہ سالار بنا کر بھیجا، ان دونوں سُپر طاقتوں کے مقابلے میں بھی اللہ نے مسلمانوں کو فتح نصیب کی، یہاں تک کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں یہ دین اسلام گیارہ لاکھ مربع میل میں پھیل چکا تھا۔ ۱۳ھ جمادی الثانی کے مہینے کی ابتداء میں آپ بیمار ہو گئے، پندرہ روز تک آپ کو بڑی شدت کے ساتھ بخار رہا، یہاں تک کہ ۲۲ جمادی الثانی پیر کے دن مغرب اور عشاء کے درمیانی وقت میں آپ کا انتقال ہوا، بوقت وفات آپ کی عمر ۶۳ سال تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انتقال کے وقت بھی عمر مبارک ۶۳ سال تھی۔

آپ دو سال تین مہینے اور گیارہ دن خلیفہ رہے، آپ کی نماز جنازہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی، اور اسی رات حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ میں آپ کی قبر مبارک کے قریب آپ کو دفنایا گیا۔ یہ وہ جگہ تھی جس کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم

Scanned with CamScanner

نے فرمایا تھا کہ میرے گھر اور منبر کے درمیان جو جگہ ہے یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ گویا آپ کی تدفین جنت کے ایک ٹکڑے میں ہوئی، زندگی بھر بھی ایک لحہ کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں ہوئے، آپ کی رفاقت رہی، انتقال کے بعد قیامت تک کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب آپ کو میسر ہوا، قیامت کے دن بھی سب سے پہلے قبر مبارک سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکلیں گے، جنت کے ہر دروازہ کی یہ تمنا ہوگی کہ امتیوں میں سب سے پہلے صدیق اکبر مجھ سے داخل ہوں، آپ حوض کوثر پر بھی نبی کریم کے ساتھ ہوں گے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مختلف اوقات میں چار شادیاں کیں، آپ کی بیویوں اور ان سے پیدا ہونے والی اولاد کے نام درج ذیل ہیں:

۱....قتیلہ بنت عبد العزیٰ: ان سے حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا (جو حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ہیں) پیدا ہوئیں۔

۲....ام رومان: ان سے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔

۳....اسماء بنتِ عُمیس: ان سے محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے۔

۴....حبیبہ بنت خارجہ: ان سے آپ کی ایک بیٹی ام کلثوم آپ کی وفات کے بعد پیدا ہوئیں۔ (۱)

---

(۱) مأخوذ من سنن الترمذی: أبواب المناقب، باب مناقب أبی بکر الصدیق، ج۵ ص ۶۰۶ تا ۶۱۷، الناشر: مصطفی البابی حلبی- حلیة الأولیاء: ترجمة: أبو بکر الصدیق، ج۱ ص۲۸ تا ۳۸، الناشر: دار الکتاب العربی- اسد الغابة: ترجمة: عبد الله بن عثمان ابو بکر الصدیق، ج۳ ص۲۰۵ تا ۲۳۱، رقم الترجمة: ۳۰۶۴، الناشر: دار الفکر- الإصابة فی تمیز الصحابة: ترجمة: عبد الله بن عثمان بن عامر، ج۴ ص۱۴۴ تا ۱۵۰، رقم الترجمة: ۴۸۳۵، الناشر: دار الکتب العلمیة- الریاض النضرة فی مناقب العشرة: ترجمة: ابی بکر الصدیق، ج۱ ص۷۱ تا ۲۷۰، الناشر: دار الکتب العلمیة.

Scanned with CamScanner

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی احتیاط

ایک مرتبہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کئی دنوں سے بھوکے تھے، اور بھوک کی وجہ سے نڈھال تھے، اتنے میں ان کے ایک خادم کھانا لے کر آئے، تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے صرف ایک ہی لقمہ کھایا تھا کہ خادم کہنے لگا میں نے زمانہ جاہلیت ایک شخص پر جھاڑ پھونک کیا، تو اس شخص کے اہل وعیال نے میرے ساتھ وعدہ کیا کہ ہم آپ کو اس کے بدلے میں کچھ دیں گے، آج جب وہاں سے اتفاقاً گذر ہوا تو انہوں نے مجھے یہ کھانا دیا جو میں آپ کی خدمت میں لایا ہوں، حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تو نے تو مجھے ہلاک کر دیا، آپ نے منہ میں انگلی ڈالی اور الٹی کرنے لگے تا کہ وہ ایک لقمہ نکل آئے، لیکن چوں کہ چند دنوں بعد کھانا کھایا تھا اور وہ بھی ایک لقمہ تھا تو وہ حلق سے باہر نہیں نکلا، تو حضرت ابو بکر نے پانی منگوایا اور تھوڑا تھوڑا پانی وقفہ وقفہ سے پیتے اور الٹی کرتے جاتے یہاں تک کہ وہ ایک لقمہ الٹی کی صورت میں باہر آ گیا، تو آپ نے فرمایا: اگر یہ ایک لقمہ میری جان بھی لے لیتا تو بھی میں اس کو ضرور نکالتا، اس لیے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے ارشاد فرمایا: كُلُّ جَسَدٍ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ فَالنَّارُ أَوْلَى بِهِ. ہر وہ جسم جس نے حرام سے پرورش پائی وہ جہنم کے زیادہ مستحق ہے۔ اس لیے مجھے خوف ہوا کہ کہیں میرے جسم کی معمولی نشو ونما بھی اس لقمے سے نہ ہو جائے۔ (۱)

پیارے بچو! اس واقعے میں ہمارے لیے چند باتیں بڑی سبق آموز ہیں:

۱.... اگر گھر میں فاقہ ہو کھانے کے لیے کچھ نہ ہو تو ہم بھی حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح صبر وتحمل سے کام لیں۔

۲.... اپنے آپ کو اور اپنے دوستوں اور ساتھیوں کو بتائیں کہ وہ اپنے آپ کو حرام کھانے سے بچائیں، یعنی ہر وہ چیز جس کو کھانے سے اللہ اور اس کے رسول نے منع کیا

---

(۱) حلیة الأولیاء: ترجمة: ابو بکر الصدیق، ج ۱ ص ۳۱، الناشر: دار الکتاب العربی.

Scanned with CamScanner

ہے۔ اپنے والدین سے بھی ایسی چیزوں کے خریدنے کا بار بار نہ کہیں جن کا خریدنا ان کی طاقت سے باہر ہو، یعنی ان کی تنخواہ اور آمدنی کم ہے اور آپ اتنی مہنگی فرمائش کرو کہ جس کو وہ پورا نہ کرسکیں، تو پھر وہ آپ کی وجہ سے مجبوراً حرام آمدنی میں مشغول ہو جائیں گے۔

۳....دیکھیں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف ایک لقمے کی الٹی کرنے کے لیے کس قدر تکلیف برداشت کی، تاکہ پیٹ میں ایک لقمہ بھی مشتبہ نہ جائے۔

۴....ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے ایک لقمہ حرام کا کھایا چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔ اس لیے اپنے آپ کو حرام کھانوں اور مشتبہ چیزوں (یعنی جن کا حلال وحرام ہونا مشتبہ ہو) اس سے بھی اپنے آپ کو بچائیں۔

۵....چونکہ زمانہ جاہلیت میں جھاڑ پھونک میں الفاظِ شرکیہ استعمال کیے جاتے تھے، یا غیر اللہ سے مدد مانگی جاتی تھی اور اس جھاڑ پھونک کو مؤثر بالذات (یعنی یہی الفاظ، یا اللہ کے علاوہ مجھے کوئی اور شفاء دینے والا ہے) سمجھتے تھے اس لیے یہ ناجائز تھا، اور اس سے حاصل ہونے والی رقم اور کھانا بھی ناجائز تھا، اس لیے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کھانے کو قی کیا۔

ہر اچھے کام میں پہل

ایک دن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر تھے، اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجلس میں موجود صحابہ کرام سے پوچھا، آج تم میں سے کس نے روزہ رکھا ہے؟ تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے آج روزہ رکھا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج تم میں سے کس نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ارشاد فرمایا: آج تم میں کس نے مریض کی عیادت کی ہے؟ تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے کی ہے۔ پھر آپ صلی

Scanned with CamScanner

اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آج تم میں سے کس نے جنازہ میں شرکت کی ہے؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے کی ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا اجْتَمَعَتْ هَذِهِ الْخِصَالُ قَطُّ فِي رَجُلٍ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ.

ترجمہ: جس شخص نے ایک دن میں اتنی نیکیاں جمع کی ہوں وہ یقیناً جنت میں داخل ہوگا۔ (۱)

پیارے بچو! اس حدیث میں ہمارے لیے کئی سبق ہیں، ہمیں بھی چاہئے کہ ہر دن میں جس قدر ہو سکے اچھے اور نیکی کے کام کریں، دیکھیں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہی دن میں کتنے اچھے اور بھلائی کے کام کئے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم پیر اور جمعرات کے دن نفلی روزہ رکھیں، اس طرح ہر مہینے کی تیرہ، چودہ، پندرہ اسلامی تاریخ کو روزہ رکھا کریں، اس طرح شوال کے چھ روزے اور عرفہ (یعنی نو ذوالحجہ) کا روزہ رکھیں۔ اسی طرح اگر ہمارے عزیز و اقارب میں، پڑوس میں کوئی غریب مسکین ہو تو والدین سے کہہ کر ان کے ساتھ تعاون کریں۔ اگر ابو نے آپ کو دس روپے اسکول یا مدرسہ کے لیے دیئے تو آپ کے غریب دوست ہیں تو انہیں پانچ روپے دیں، خوشی اور عید کے موقع پر اپنے غریب دوستوں کو بھی عید کی خوشیوں میں اپنے ساتھ شریک کریں۔ جس طرح حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیماروں کی عیادت اور خبر گیری کیا کرتے تھے تو ہم بھی کریں، اگر ہماری گلی یا محلّہ یا پڑوس میں کوئی بیمار ہو تو گلی میں شور مچا کر گھروں میں موجود بیمار اور مریضوں کو تنگ نہ کریں، بلکہ خود بھی اور دوستوں کو بھی اس سے روکیں۔ اگر کھیلنے کی ضرورت ہو تو پارک یا میدان میں کھیلیں، لوگوں کے گھروں کے سامنے یا ان کے آرام کے وقت نہ کھیلیں، تاکہ انہیں کوئی تکلیف نہ ہو۔ اسی طرح اگر ہمارے محلے میں کسی کا انتقال ہو جائے تو اگر آپ کی عمر سات

---

(۱) صحیح ابن حبان: باب ذکر إيجاب الله عز وجل الجنة للصائم يوما واحدا إلخ ج۳ ص۲۰۲، رقم الحديث: ۲۱۳۱، الناشر: المكتب الإسلامي.

Scanned with CamScanner

سال یا اس سے زیادہ ہے تو صاف ستھرے کپڑے پہن کر نماز جنازہ میں شرکت کریں اور وہاں کوئی بات چیت نہ کریں، بلکہ میت کے لیے دل دل میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کریں۔ پیارے بچو! ہمیں چاہیے کہ ہم بھی حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح ہر دن میں زیادہ سے زیادہ اچھے کام کریں اور اپنے دوستوں کے ساتھ ان اچھے کاموں میں مقابلہ کریں کہ کون بھلائی کے کام زیادہ کرے گا۔

دین اسلام کی طرف دعوت

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دین اسلام قبول کیا تو لوگوں کو اس سچے مذہب کی طرف دعوت دینا شروع کردی، یہاں تک آپ کی محنت وکوشش سے ایک دن میں چھ بڑے بڑے صحابہ نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ آپ کی دعوت پر اسلام لانے والوں میں بڑے بڑے صحابہ بھی تھے، مثلاً: حضرت عثمان بن عفان، عبد الرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، حضرت طلحہ، حضرت زبیر بن عوام، حضرت ابو عبید بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دیگر کئی صحابہ۔ (۱)

پیارے بچو! اس واقعے میں ہمارے لیے یہ سبق ہے کہ ہم بھی جو نیکی اور بھلائی کی بات اپنے والدین اور اساتذہ سے سیکھیں تو اپنے دوستوں اور محلے کے ساتھیوں کو سکھائیں، جب نماز کا وقت ہو تو وضو کر کے گھر سے جاتے وقت اپنے ابو اور بھائی جان کو پیار اور محبت سے کہیں کہ آئیں مسجد کی طرف جاتے ہیں، راستے میں جو دوست ملیں انہیں بھی دعوت دیں، جو آداب اور دعائیں سیکھیں اپنے گھر والوں کو بتائیں، دوستوں کو سکھائیں، اس طرح آپ کو ڈبل ثواب ملے گا۔ پیارے بچو! اگر آپ کی محنت سے آپ کا ایک دوست بھی نمازی بن گیا تو جب تک وہ نماز پڑھتا رہے گا آپ کو بھی ثواب ملے گا، اس لیے ہر اچھی بات کو سیکھ کر آگے پھیلائیں۔

---

(۱) حیاۃ الصحابۃ: الدعوۃ للأفراد والأشخاص، ج۱ ص۷۸، الناشر: موسسۃ الرسالۃ

Scanned with CamScanner

آخرت کا خوف

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں آخرت کا اس قدر خوف تھا کہ ہر وقت اپنے بارے میں متفکر اور پریشان رہتے تھے کہ معلوم نہیں آگے کیا ہوگا، ایک مرتبہ درخت پر دیکھا ایک پرندہ بیٹھا ہوا ہے، تو اسے دیکھ کر کہنے لگے: تمہارے لیے خوش خبری ہو تم کس قدر راحت اور مزے کی زندگی گذار رہے ہو، کبھی اس درخت پر کبھی اس درخت پر، کبھی ایک میوہ اور پھل کھایا کبھی دوسرا، تم سے آخرت میں کوئی حساب نہیں ہوگا۔ کبھی فرماتے: کاش! میں ایک درخت ہوتا اور کوئی جانور مجھے کھالیتا اور مجھ سے کوئی حساب کتاب نہ ہوتا۔ جب بھی قیامت کا ذکر ہوتا تو آپ کے چہرے کا رنگ زرد ہوتا اور خوف کی وجہ سے آنکھوں سے آنسو بہنے لگ جاتے۔ (۱)

پیارے بچو! دیکھو! حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صحابہ میں کس قدر بلند مقام تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود جنہیں کئی مرتبہ جنت کی بشارت دی، مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے، جن کی تعریف میں قرآنِ کریم کی چند آیتیں نازل ہوئیں، اور جن کے صحابی ہونے کو خود قرآن کریم نے بیان کیا، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سسر بھی تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت کے سب سے پہلے خلیفہ بھی تھے، جنہیں خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میرے مصلے پر کھڑے ہو کر صحابہ کو نماز پڑھائیں، اور جب حج فرض ہوا تھا تو آپ ہی سب سے پہلے امیر تھے، اتنے بڑے مقام والے صحابی جب اس قدر غمگین اور پریشان رہتے تھے ہمیں بھی چاہیے کہ جب کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو فوراً اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں، اور ہر کام کرتے وقت یہ دھیان ہونا چاہیے کہ ہمیں اللہ دیکھ رہا ہے، ہمیشہ اللہ اور اس کے رسول کی کسی حکم کی نافرمانی نہ کریں، اگر گناہ

(۱) مصنف ابن ابی شیبة: کتاب الزهد، کلام أبی بکر الصدیق، ج ۷ ص ۹۱، رقم الحدیث: ۳۴۴۳۲، الناشر: مکتبة الرشد.

Scanned with CamScanner

ہو جائے تو فوراً توبہ کرکے اللہ سے معافی مانگیں۔

ہر موقع پر صداقت وسچائی

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اندر ایک نمایاں وصف ان کی صداقت تھی، کبھی بھی جھوٹ نہیں بولا، نہ زمانہ جاہلیت میں نہ زمانہ اسلام میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج سے واپس آئے تو مشرکین مکہ نے اس واقعے کا انکار کر دیا، بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ رات کے ایک حصہ میں بیت اللہ سے مسجد اقصی کا سفر کریں اور ساتوں آسمانوں کا بھی، یہ تو ناممکن ہے، بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ اب ان مشرکین نے سوچا یہ اچھا موقع ہے کہ ابو بکر سے کہیں کہ تمھارا ساتھی اس طرح کہتا ہے، بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے رات کے ایک حصہ میں اتنا لمبا سفر ہو، کیا تم اس کی تصدیق کرتے ہو؟ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تو بالکل سچ ہے، کیونکہ سچ کے سوا ان کی زبان مبارک پر کوئی بات نہیں آتی، مشرکین نے کہا: کیا آپ اس کی تصدیق کرتے ہو؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں تو اس سے بڑھ کر بھی خبروں کی تصدیق کرتا ہوں، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ''صدیق'' کا لقب اس لیے ملا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات کی تصدیق کی۔ اس موقع پر بھی اور دیگر مواقع پر بھی۔ ہجرت کے موقع پر بھی جب کہ جان کا خطرہ تھا اور دشمن پیچھے لگے ہوئے تھے، اس موقع پر بھی آپ کی زبان پر جھوٹ نہیں آیا، ایسا لفظ استعمال کیا جس میں دونوں بات کا احتمال تھا، سننے والے نے کوئی اور معنی سمجھا جب کہ آپ کی مراد کوئی اور تھی۔ [1]

پیارے بچو! اس واقعہ میں ہمارے لیے بھی یہ سبق ہے کہ ہم بھی کبھی جھوٹ نہ بولیں، نہ اساتذہ کے سامنے، نہ والدین اور بڑوں کے سامنے، بلکہ اس گناہ سے اپنے آپ

---

(۱) المستدرك على الصحيحين: كتاب معرفة الصحابة، أبو بكر بن أبي قحافة، ج۳ ص۶۵ ، رقم الحديث: ۴۴۰۷ ، الناشر : دار الكتب العلمية.

Scanned with CamScanner

کو بچائیں، جھوٹے آدمی پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوتی ہے، جھوٹ بڑے گناہوں میں سے ہے، اس سے پورے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے، اگر کبھی اسکول یا مدرسہ کی چھٹی کرنے کا ارادہ ہو تو درخواست میں کبھی جھوٹ نہ لکھیں، مثلاً میں بیمار ہوں، یا میرے والدین کی طبیعت ناساز ہے، جھوٹا بہانہ نہ کریں، اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں، ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر اس قدر سچ بات کا غلبہ تھا کہ جان کے دشمن بھی آپ کو ''الصادق الامین'' (سچے، امانت دار) کہہ کر پکارتے تھے، اور اپنی امانتیں آپ کے پاس رکھواتے تھے۔ اس لیے ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلیں اور کبھی جھوٹ نہ بولیں، اسی طرح ہر موقع پر ہر جگہ بڑوں کے ساتھ گفتگو ہو یا چھوٹوں کے ساتھ یا دوستوں کے ساتھ کبھی جھوٹ نہ بولیں۔

کسی سے سوال نہ کرنا

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر سواری پر سوار ہوتے اور اس دوران آپ سے کوئی چیز گر جاتی تو آپ کسی سے یہ نہیں کہتے تھے کہ یہ چیز مجھے اٹھا کر دو، بلکہ خود سواری سے نیچے اترتے اور وہ چیز اٹھاتے اور پھر سوار ہو جاتے، تو صحابہ کرام نے عرض کیا: آپ ہمیں کیوں نہیں کہتے خود اتنی تکلیف اٹھاتے ہو؟ ہمیں بتلا دیا کرو، ہم اٹھا کر دیں گے، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مجھے میرے محبوب یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَن لَا اَسْئَلَ النَّاسَ شَيْئًا۔ (۱)

ترجمہ: میں لوگوں سے کسی چیز کے بارے میں سوال نہ کروں۔

اس لیے میں کسی شخص سے کبھی کسی چیز کے بارے میں سوال نہیں کرتا۔

پیارے بچو! اس واقعہ میں ہمارے لیے بھی یہ سبق ہے کہ ہم کسی سے سوال نہ کریں۔ یہ نامناسب بات ہے کہ آپ اپنے والدین یا اساتذہ یا بڑوں سے کہیں کہ یہ چیز

(۱) صفة الصفوة، ترجمة: أبو بكر الصديق، جـ ۱ ص ۹۶، الناشر: دار الحديث قاهرة

Scanned with CamScanner

ہمیں اٹھا کر دیں، بلکہ کوئی چیز لینی ہے یا کسی کو دینی ہے تو خود دیں، پنسل، کاپی، کتاب، پانی یا کوئی چیز لینی ہے تو والدین کی اجازت سے خود لیں، انہیں کسی بات کا حکم نہ دیں، بلکہ اپنا کام خود کریں۔ اسکول یونیفارم اور بیگ اپنی جگہ پر رکھیں، اور جاتے وقت خود لیں، ہمیشہ یہ عادت بنائیں کہ آپ لوگوں کی خدمت کریں اور لوگوں سے اپنی خدمت نہ لیں۔ جس طرح ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کام کاج اور ضروریات اپنے ہاتھ سے خود کیا کرتے تھے، اس طرح ہم بھی خود کریں، اس سے تواضع اور عاجزی پیدا ہوتی ہے، اور یہ صفت اللہ تعالیٰ کو بڑی محبوب ہے۔

خلیفہ رسول ہونے کے باوجود پیدل چلنا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید بن ابی سفیان کو لشکر دے کر شام کی طرف دشمن کے مقابلے میں بھیجا، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس لشکر کے ساتھ کافی دور تک پیدل چلتے رہے، تو لشکر والوں نے کہا: اے خلیفہ رسول! یہ مناسب نہیں کہ آپ پیدل چلیں جب کہ ہم سوار ہوں، تو آپ نے فرمایا: میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ نے ارشاد فرمایا:

مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ حَرَّمَهَا اللهُ مِنَ النَّارِ.(1)

ترجمہ: جس شخص کے قدم اللہ کے راستے میں غبار آلود ہوں (یعنی ان پر مٹی لگ جائے) تو اللہ تعالیٰ نے ان پر جہنم کی آگ کو حرام کیا ہے۔

یعنی میں پیدل اس لیے ساتھ چل رہا ہوں کہ تا کہ حدیث میں جو بشارت آئی ہے وہ مجھے بھی حاصل ہو جائے۔

پیارے بچو! اس واقعہ میں ہمارے لیے یہ درس موجود ہے کہ ہم بڑوں کو عزت دیں

(۱) صحیح ابن حبان: کتاب السیر، باب فضل الجهاد، ذکر تحریم علی الله جل وعلا، ج۱۰ ص ۴۶۳، الناشر: مؤسسة الرسالة.

Scanned with CamScanner

اور کوئی تکلیف یا پریشانی ہو تو خود برداشت کریں۔ اگر کبھی گاڑی یا موٹر سائیکل پر جانا ہو تو پہلے خود نہ بیٹھیں بلکہ بڑوں کو بیٹھنے دیں، بعد میں جو جگہ مل جائے بیٹھ جائیں، یہ نامناسب حرکت ہے کہ ہم پہلے فرنٹ سیٹ پر خود بیٹھ جائیں اور والدین یا بڑوں سے کہیں کہ آپ پیچھے بیٹھیں، اگر گاڑی میں جگہ تنگ ہو تو ساتھ جانے کی ضد نہ کریں، اس طرح بس یا وین میں جانا ہو تو اگر کوئی سفید ریش ہو یا کوئی معذور یا بیمار ہو، تو اسے اپنی سیٹ پر بٹھائیں اور خود اگر جگہ نہ ملے تو کھڑے ہو جائیں، اس پر اللہ تعالی بہت خوش ہوتے ہیں، جب کوئی شخص اپنے سے بڑوں کا احترام واکرام کرے، ہمارے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بڑوں کا احترام نہ کرے اور چھوٹوں پر شفقت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

جس طرح مذکورہ واقعہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ نے خود تکلیف برداشت کی پیدل چلے اور باقی سب کو سواریوں پر سوار کیا، اس طرح اگر کبھی اسکول کی وین میں جگہ تنگ ہو تو اس پر لڑیں نہیں، اگر جگہ نہیں ملی تو کھڑے ہو جائیں، یہ معمولی سی تکلیف ہے چند منٹوں کا سفر ہے پھر گھر آجائے گا، دوسروں کو راحت پہنچائیں، اپنے اوپر مصیبت سہنے کی عادت ڈالیں، اس طرح جب کسی کو رخصت کرنا ہو تو ساتھ جانا ایک اچھی صفت ہے، مثلاً ائیر پورٹ تک، یا اسٹیشن تک یا مہمان کو رخصت کرتے وقت دروازے تک جانا اسلامی آداب میں سے ہے، اسی طرح پیدل چلنے کی بھی عادت بنانی چاہیے، معمولی مسافت کے لیے بھی سواری پر جانا غیر مناسب ہے۔

پیدل چلنا ہمارے جسم کے لیے طبی لحاظ سے بہت مفید ہے، دیکھیں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کس طرح خلیفہ رسول ہو کر پیدل چل رہے تھے، لہٰذا اگر اسکول یا مدرسہ نزدیک ہو تو اس کے لیے والدین سے سائیکل یا موٹر سائیکل کی سواری خریدنے کا اصرار نہیں کرنا چاہیے، صبح فجر کی نماز کے بعد چہل قدمی کرنا جسمانی صحت کے لیے مفید ہے، اس طرح رات کے کھانے کے بعد کچھ دیر چلنا چاہیے تا کہ کھانا ہضم ہو، کھانا کھا کر فوراً سو جانے سے

Scanned with CamScanner

جسم میں مختلف بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زہد

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھے۔ آپ نے پینے کے لیے پانی مانگا، تو آپ کی خدمت میں شہد ملا ہوا پانی پیش کیا گیا، جب آپ نے اسے ہاتھ میں لیا تو رونے لگے، اور ہچکیاں مار مار کر رونا شروع کر دیا، جس سے ہم سمجھے کہ انہیں کچھ ہو گیا ہے، لیکن خلیفہ رسول ہونے کی وجہ سے ہم نے ان سے کچھ نہ پوچھا۔ جب آپ چپ ہو گئے تو ہم نے کہا: اے خلیفہ رسول! آپ اتنا زیادہ کیوں روئے؟ انہوں نے فرمایا: شہد ملا ہوا پانی دیکھ کر مجھے ایک واقعہ یاد آ گیا اس کی وجہ سے رویا ہوں، اور وہ واقعہ یہ ہے کہ میں ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، اتنے میں میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کو اپنے سے دور کر رہے ہیں، لیکن مجھے کوئی چیز نظر نہیں آ رہی تھی۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیا چیز ہے جسے آپ دور کر رہے ہیں، مجھے تو کوئی چیز نظر نہیں آ رہی۔ آپ نے ارشاد فرمایا: دنیا میری طرف بڑھی تو میں نے اس سے کہا: دور ہو جا، تو اس نے کہا: آپ تو مجھے لینے والے نہیں ہیں یعنی یہ تو مجھے یقین ہے کہ آپ مجھے نہیں لیں گے میں ویسے ہی زور لگا رہی ہوں، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اس واقعہ کے یاد آنے کی وجہ سے مجھے رونا آ گیا اور شہد ملا ہوا پانی پینا میرے لیے مشکل ہو گیا اور مجھے ڈر لگا کہ اسے پی کر کہیں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ سے ہٹ نہ جاؤں اور دنیا کی طرف میلان نہ ہو جائے۔ (۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

---

(۱) مسند البزاز: مسند ابی بکر الصدیق، ج۱ ص۱۰۶، رقم الحدیث: ۴۴، الناشر: مکتبۃ العلوم والحکم۔

Scanned with CamScanner

انتقال پر کوئی دینار ودرہم ترکہ میں نہ چھوڑا، بلکہ انہوں نے تو انتقال سے پہلے ہی اپنا سارا مال بیت المال میں جمع کرا دیا تھا۔ حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ بننے کے بعد اپنے تمام دینار ودرہم بیت المال میں جمع کرا دیے تھے، اور فرمایا: میں اپنے اس مال سے تجارت کیا کرتا تھا اور روزی تلاش کیا کرتا تھا، اب مسلمانوں کا خلیفہ بن جانے کی وجہ سے تجارت کی اور کسب معاش کی فرصت نہ رہی۔ (۱)

اہل بیت سے محبت

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہلِ بیت یعنی ازواج مطہرات، حضرت فاطمہ، حضرت علی، حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہم) سے بہت زیادہ محبت تھی۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے رشتہ داروں اور عزیز واقارب سے زیادہ محبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز واقارب اور آپ کے اہل وعیال سے تھی، چنانچہ خود قسم کھا کر فرماتے ہیں:

وَاللّٰهِ لَقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِيْ.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت (رشتہ داری) اپنی قرابت سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

آپ کی ہر موقعے پر کوشش ہوتی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز واقارب اور آپ کے اہلِ بیت کو حتی الامکان ہر موقع پر خوش رکھا جائے، اور آپ اس کے لیے جہاں تک ممکن ہو کوشش کیا کرتے تھے۔ (۲)

---

(۱) الزهد لأحمد بن حنبل: زهد أبي بكر الصديق، ص۹۲، الناشر: دار الكتب العلمية.

(۲) صحيح البخاري: كتاب المغازي، باب حديث بني النضير، ج۵ ص۹۰، رقم الحديث: ۴۰۳۵ الناشر: دار طوق النجاة.

Scanned with CamScanner

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے خاندان سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان اور آپ کے عزیز واقارب سے محبت تھی، اور آپ اہل بیت اور خاندان نبوت کی بڑی تعظیم وتکریم کرتے تھے، اگر راستے میں حضرت حسن یا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مل جاتے تو آپ انہیں اٹھاتے، بوسہ دیتے، اور اپنے کندھوں پر بٹھاتے تھے۔ ایک مرتبہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عراق سے مال غنیمت بھیجا، اس میں ایک بہت قیمتی چادر تھی جو آپ کے لیے تحفہ میں بھیجی گئی تھی، آپ نے خوشی سے اپنے ہدیہ کی چیز حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر انہیں تحفے میں دے دی۔ (۱)

پیارے بچو! اس واقعہ سے ہمیں بھی یہ بات معلوم ہوئی کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے محبت زیادہ سے زیادہ رکھیں، اور جب ان کا تذکرہ کریں تو ادب کے ساتھ کریں۔ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل ہوگی اور یہ کمال ایمان کی نشانی ہے۔

مقام ومرتبہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام اللہ تعالیٰ کے ہاں اس قدر بلند وبالا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آپ کی صحابیت (صحابی اُسے کہتے ہیں جسے ایمان کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل ہو، اور ایمان کی حالت میں موت آئے) کا ذکر کیا اور فرمایا:

''ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ'' (التوبة: ۴۰)

اس آیت میں صاحب سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح میں قرآنِ کریم کی یہ آیت نازل فرمائی:

---

(۱) فتوح البلدان: فتوح سواد العراق، ص ۲۴۲، الناشر: مکتبة الهلال.

Scanned with CamScanner

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى (اللیل: ۶)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر کو سب سے بڑا متقی فرمایا۔

پیارے بچو! اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن صحابہ میں سے ہیں جن کی صحابیت بھی قرآنِ کریم سے ثابت ہے اور ان کا متقی ہونا بھی قرآن سے ثابت ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں دیگر کئی آیات بھی نازل ہوئیں جن کا ذکر بڑی کتابوں میں ہے۔

اللہ کے راستے میں سارا مال خرچ کرنا

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے پاس جو کچھ ہو لیکر آئے، تو میں اپنے گھر کا آدھا سامان لے آیا، اور میرے دل میں یہ بات تھی کہ میں آج حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آگے بڑھ جاؤں گا، لیکن کیا دیکھا کہ تھوڑی دیر بعد صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے، اور سارے گھر کا پورا سامان لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لا کر رکھ دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا ہے؟ تو فرمایا: اللہ اور اس کے رسول کا نام کو چھوڑ کر آیا ہوں، باقی جو کچھ تھا وہ آپ کی بارگاہ خدمت میں لے آیا، تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے ابوبکر! میں کبھی بھی کسی کار خیر میں تم سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ (۱)

پیارے بچو! اس واقعے میں ہمارے لیے یہ سبق ہے کہ ہم بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح اللہ کے راستے میں خوب خرچ کریں، اور خیر کے کاموں میں کبھی پیچھے نہ ہٹیں، مسجد کے ساتھ، کسی دینی ادارے کے ساتھ، اپنے عزیز و اقارب اور پڑوسی میں اگر کوئی مستحق ہو اس کے ساتھ تعاون کریں، والدین کی طرف سے جو جیب خرچی ملے اس

---

(۱) سنن الترمذي: أبواب المناقب، باب مناقب أبي بكر الصديق، ج۵ ص ۶۱۴، رقم الحديث: ۳۶۷۵، الناشر: مصطفى البابي حلبي.

Scanned with CamScanner

میں اپنے غریب دوستوں کو بھی حصہ دیں، ایسے نادار اور مستحق لوگوں کی دعائیں اللہ تعالیٰ فوراً قبول کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن آدم! تو خرچ کر، اللہ تعالیٰ بھی تجھ پر خرچ کرے گا۔ انسان جب اللہ کے راستے میں دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ڈبل کرکے واپس کرتے ہیں، اس لیے نونہالو! غریبوں، مسکینوں اور یتیموں کے ساتھ تعاون کرکے کبھی احسان نہ جتلاو، بلکہ انہیں دعاؤں کی درخواست کرو، ایسے غریبوں کی دعائیں اللہ تعالیٰ جلد قبول کرتا ہے۔

ادب واحترامِ نبوی

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت اور عقیدت تھی، آپ جس قدر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب واحترام کرتے تھے وہ بھی اپنی مثال آپ ہے، آپ کے سامنے ہمیشہ آہستہ آواز سے گفتگو کرتے تھے، اور بات بات پر یہ جملہ ارشاد فرماتے تھے: ''اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں''۔

سفر میں اگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے تھے تو آپ کے آرام وراحت کا خوب خیال رکھتے تھے، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرمارہے ہوتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جگاتے نہ تھے، جب تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود نہ جاگ جائیں۔

سفر ہجرت میں ایک مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرمارہے تھے، تو آپ کے لیے دودھ تلاش کرنے کے لیے نکل گئے، جب واپس آئے تو خود فرماتے ہیں: میں نے آپ کو جگانا نہ پسند سمجھا اس لیے آپ کو بتائے بغیر میں چلا گیا۔

ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی گھریلو مسئلے پر گفتگو کررہی تھیں تو ان کی آواز معمولی سی بلند ہوگئی، اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے، تو اپنی صاحبزادی کو نہایت سخت لہجے میں فرمایا: ''اے عائشہ! تو آپ صلی

اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی آواز بلند کر رہی ہے" پھر ان کو مارنے کے لیے جیسے ہاتھ اٹھایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روک دیا۔ (۱)

پیارے بچو! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا ہمارے ایمان کا حصہ ہے، اللہ تعالیٰ کو دنیا میں سب سے زیادہ محبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی، ہمارے دنیا میں سب سے بڑے محسن آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، آپ کی بدولت ہمیں قرآن کریم جیسی دنیا کی عظیم الشان کتاب ملی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جب بھی تذکرہ کریں تو ادب کے ساتھ کریں، جب بھی آپ کا ذکر ہو تو آپ کا نام سنتے ہی فوراً درود شریف پڑھیں، یا صرف "صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ" یہ الفاظ کہیں، تو اللہ تبارک وتعالیٰ درود پڑھنے والے پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں، جتنا کثرت کے ساتھ آپ پر درود پڑھیں گے اتنا ہی آپ کا قرب نصیب ہوگا۔ نونہالو! کوشش کرو اس بات کی کہ کم از کم دن میں دس مرتبہ نماز والا درود شریف پڑھا کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرو، آپ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق زندگی گزارو، اور ہر نماز کے بعد یہ دعا کرو: اے اللہ! ہمیں دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور آخرت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرما۔ آمین۔

والدین کا ادب واحترام

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والدین کا بہت ادب واحترام کرتے تھے، ساری زندگی جان ومال سے ان کی خدمت کرتے رہے، آپ کی والدہ حضرت سلمی نے شروع میں اسلام قبول نہیں کیا، ایک دفعہ کفار نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کرنے کے جرم میں مار مار کر زخمی کر دیا، آپ پر بے ہوشی طاری ہو گئی، آپ کو گھر لایا گیا، جیسے آپ کو ہوش آیا تو فرمایا: یہ بتلاؤ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ مجھے حضور کی خدمت میں لے چلو تاکہ میں اپنی آنکھوں سے آپ کے چہرہ انور کا دیدار

(۱) سنن أبي داود: كتاب الأدب، باب ما جاء في المزاح، ج۴ ص۳۰۰، رقم الحديث: ۴۹۹۹، الناشر: المكتبة العصرية.

Scanned with CamScanner

کر کے اپنے دل کو تسکین دے سکوں، تو آپ کی والدہ سلمیٰ اور اُمّ جمیل بنت خطاب ان کو سہارا دے کر دارِ ارقم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئیں، اس موقع پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ یا رسول اللہ! میری والدہ کے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت نصیب فرمائے اور یہ جہنم کے عذاب سے بچ جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ایمان کی دولت سے نوازا۔

اسی طرح فتح مکہ کے موقع پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد کو رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی تلقین فرمائی اور اسی وقت مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ (۱)

پیارے بچو! اپنے والدین کی قدر کرو، ان کا کہنا مانو، ان کی خدمت کرو، یہ ایک ایسی نعمت ہے جو آپ کو مال و دولت کے بدلے میں نہیں مل سکتی، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہاں کہیں اپنا حق بیان کیا، اس کے فوراً بعد والدین کا حق بیان کیا، والدین کا نام لے کر کبھی نہ پکارو، بلکہ امی جی، اور ابو جی کے القابات سے انہیں یاد کرو، انہیں کبھی کسی کام کا حکم نہ دو، ہمیشہ ان کی خدمت کرو، اور ان سے دعاؤں کی درخواست کرو۔

نونہالو! دنیا میں آپ کے سب سے زیادہ خیر خواہ آپ کے والدین ہیں، وہ آپ کو کہیں کہ فلاں کے ساتھ دوستی نہ رکھو تو ان کا کہنا مانو، اگر والدین بوڑھے ہوں تو ان کی خدمت اور زیادہ کریں، ان کے سامنے اُف بھی نہ کہیں، اور نہ کبھی انہیں جھڑکیں، بلکہ ان کے ساتھ بات نرمی کے ساتھ کریں، اور ان کی خدمت کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیں، اور ان کے لیے دعا فرمائیں: اے اللہ! تو ان پر اس طرح رحم فرما جس طرح انہوں نے بچپن میں میرے اوپر رحم کیا۔

(۱) تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عبد الله ويقال عتيق بن عثمان بن قحافة، ج۳۰ ص۴۷، ۴۸، الناشر: دار الفكر.

بچوں سے پیار

جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں سے پیار ومحبت کرتے تھے اسی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بچوں پر بڑے شفیق اور مہربان تھے، اپنے اور غیروں کی کوئی تمیز نہیں تھی، ہر ایک بچے سے پیار کرتے تھے، بچے بھی آپ سے اس قدر مانوس تھے کہ جب آپ محلّہ میں کسی گلی سے گذرتے تو آپ کی طرف دوڑ کر آتے اور آپ سے لپٹ جاتے، آپ ہر ایک سے پیار ومحبت سے پیش آتے، کوئی اجنبی دیکھتا تو یہ سمجھتا کہ یہ آپ کے اپنے بچے ہیں۔ غزوۂ احد کے بعد ایک صحابی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملنے گئے تو دیکھا کہ آپ لیٹے ہوئے ہیں اور ایک ننھی بچی کو اپنے سینے پر بٹھایا ہوا ہے، نہایت محبت سے اسے چوم رہے ہیں اور پیار کر رہے ہیں، تو اس صحابی نے پوچھا: کیا یہ آپ کی بچی ہے؟ تو آپ نے فرمایا: نہیں! بلکہ یہ سعد بن ربیع انصاری کی بیٹی ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے شہادت سے نوازا ہے، غزوۂ احد میں انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جان قربان کر دی۔ (۱)

اللہ کے راستے میں مال خرچ کرنا

قرآن کریم اور احادیث میں اللہ کے راستے میں مال خرچ کرنے کی بڑی فضیلت آئی ہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سارا مال راہ حق میں خرچ کیا، جب اسلام قبول کیا تو چالیس ہزار (۴۰۰۰۰) درہم تھے، غزوہ تبوک میں انہوں نے اپنے گھر کا سارا ساز وسامان لا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں رکھ دیا۔ کتنے ہی مسلمان غلاموں اور باندیوں کو ان کے مشرک آقاؤں کے ظلم وستم سے نجات دلا کر انہیں خرید کر آزاد کیا، غریبوں، محتاجوں اور یتیموں کی مدد کرتے تھے، اپنے رشتہ داروں اور غیروں دونوں پر بے دریغ خرچ کیا کرتے تھے، کئی مرتبہ خطیر (کافی زیادہ) رقمیں دینِ اسلام اور آپ صلی اللہ

---

(۱) سنن سعید بن منصور: كتاب الجهاد، باب جامع الشهادة، ج۲ ص ۳۵۱، رقم الحديث: ۲۸۴۲، الناشر: الدار السلفية.

Scanned with CamScanner

علیہ وسلم کی ذاتی ضروریات کے لیے آپ کی خدمت میں پیش کیں۔ اس کا اعتراف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں فرمایا: ابوبکر کے مال سے زیادہ کسی مال نے مجھے نفع نہیں پہنچایا۔ (۱)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور کی تین نصائح

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

۱.... جب کسی شخص پر ظلم ہو اور وہ اللہ کی رضا کے لیے خاموش ہو جائے اور اس پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس مظلوم شخص کی مدد کرتا ہے اور اسے عزت عطا فرماتا ہے۔

۲.... جب کوئی شخص اللہ کی رضا کے لیے کسی کو مال و دولت میں سے دیتا ہے، اور اس کا مقصد صلہ رحمی ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اس کے مال میں اضافہ فرماتے ہیں۔

۳.... جو شخص دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے اور ان سے سوال کرتا ہے تاکہ (لوگوں سے بھیک مانگ کر) میرے مال میں اضافہ ہو جائے، تو اللہ تعالیٰ اس کے مال میں مزید کمی کر دیتے ہیں۔ (۲)

پیارے بچو! اس میں ہمارے لیے یہ سبق ہے کہ ہم کسی پر ظلم نہ کریں، ظالم شخص اللہ اور اس کے رسول کو پسند نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مظلوم کی بددعا سے بچو، اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا۔ یعنی فوراً اس کی بددعا قبول ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ظلم قیامت کے دن اندھیروں کی صورت میں

---

(۱) تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عبد الله ويقال عتيق بن عثمان بن قحافة، ج۳۰ ص٦٦، الناشر: دار الفكر.

(۲) إتحاف الخيرة المهرة: كتاب البر والصلة، باب ما جاء في صلة الرحم، ج٥ ص٤٢٨، رقم الحديث: ٥٠٤٤، الناشر: دار الوطن، رياض۔

Scanned with CamScanner

ہوگا۔کوئی بھی ملک، ادارہ، گھر، دفتر، جو بھی ہو ظلم کے ساتھ نہیں چل سکتے، آپ سے چھوٹی کلاس میں جو بچے پڑھتے ہیں ان کو مار کر ان سے پیسے لینا، انہوں نے جو اپنے لیے گھر سے ناشتہ یا کھانا لایا ہے اُسے چھین کر کھانا، یا ان کی کاپی، کتاب، پنسل وغیرہ لینا، یہ سب بھی ظلم ہے، کبھی ایسا نہیں کرنا چاہیے، بلکہ یہ کوشش کریں کہ اگر آپ کی کلاس میں کوئی غریب ساتھی ہے تو ان کے ساتھ تعاون کریں، ہر اعتبار سے اس کی مدد کریں، جو شخص اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی مدد کرتا ہے، اور اس کے مال میں برکت عطا فرماتے ہیں، اللہ کے علاوہ کسی کے سامنے ہاتھ پھیلا کر ان سے سوال نہیں کرنا چاہیے، جب کوئی ضرورت ہو یا کسی چیز کی طلب ہو تو وضو کر کے دو رکعت نماز حاجت پڑھ کر اللہ سے مانگیں، اللہ تعالیٰ سے جتنا مانگو وہ خوش ہوتا ہے جبکہ مخلوق سے مانگو تو وہ ناراض ہوتے ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت اسامہ کو نصائح

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لشکر دے کر بھیجنے لگے تو آپ نے انہیں چند نصائح فرمائے:

۱....جھوٹ نہ بولنا۔

۲....خیانت نہ کرنا۔

۳.... بدعہدی نہ کرنا۔

۴....بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا۔

۵....کسی پھل دار درخت کو نہ کاٹنا اور نہ اُسے جلانا۔

۶....کھانے کی ضرورت کے علاوہ اونٹ، گائے اور بکری وغیرہ حلال جانوروں کو بلا ضرورت ذبح نہ کرنا۔

۷....جب کسی قوم پر گذر ہو تو ان کو نرمی کے ساتھ اسلام کی طرف بلانا۔

۸....جب کسی سے ملاقات کرو تو خوش اخلاقی کے ساتھ، اور ہر ایک کے ساتھ ان کے مرتبہ

Scanned with CamScanner

کے مطابق پیش آؤ۔

۹....جب کھانا تمہارے سامنے آئے تو اللہ کا نام لے کر شروع کرو۔

۱۰....یہودیوں اور عیسائیوں کے ان لوگوں سے جنہوں نے دنیاوی تعلقات سے الگ ہو کر اپنے عبادت خانوں میں عبادت کرتے ہیں، ان سے مت لڑو اور نہ انہیں کوئی تکلیف پہنچاؤ، ان تمام کاموں میں جن کے کرنے کا حکم تمہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے نہ اس میں کمی کرنا اور نہ ہی اس میں کوئی اضافہ کرنا، اللہ کا نام لے کر کفار کے ساتھ دلیری اور بہادری کے ساتھ لڑنا۔ (۱)

عاجزی اور تواضع

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت متواضع شخص تھے، کوئی چھوٹے سے چھوٹا کام کرنے میں شرم محسوس نہیں کرتے تھے، اپنی بکریاں خود چراتے تھے، ضرورت پڑنے پر اہل محلّہ کی بکریوں کا دودھ خود نکال کر دیتے، جب منصب خلافت پر فائز ہوئے تو محلّہ کی ایک لڑکی کے منہ سے یہ الفاظ نکل گئے:

''اب ہماری بکریوں کا دودھ کون نکالے گا''

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب یہ معلوم ہوا تو فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے اللہ کی ذات سے اُمید ہے کہ خلافت کی وجہ سے میرے ذاتی معمولات اور خدمت خلق میں فرق نہیں آئے گا، چنانچہ جب محلّہ میں آئے تو دریافت کرتے کسی کی بکریاں چرانی ہیں یا دودھ نکالنا ہے تو بتلاؤ، میں اس خدمت کے لیے حاضر ہوں۔ (۲)

پیارے بچو! اس میں ہمارے لیے بھی یہ درس ہے کہ ہم اپنے گھر کا کام کاج بھی

---

(۱) تاریخ طبری: سنة إحدى عشرة۔ ذکر امر ابی بکر في اول خلافته ج۳ ص۲۲۶، الناشر: دار احیاء لتراث العربی

(۲) أسد الغابة: ترجمة: عبد الله بن عثمان أبو بکر الصديق، ج۳ ص ۲۲۴ ، الناشر: دار الفکر.

Scanned with CamScanner

کریں، اس طرح پڑوسیوں، عزیز واقارب کی کوئی خدمت ہوتو وہ بھی کریں، آپ سے کوئی کہے کہ بازار سے سودا سلف لے کر آؤ تو ان کی بات مانو، کسی کام کا کہیں تو فوراً کرو، بہترین انسان وہ ہے جو دوسروں کو نفع پہنچائے۔

سلام کرنے میں پہل کرنا

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب باہر نکلتے تو ہر ایک کو سلام کرنے میں پہل کرتے، دور سے دیکھتے ہی سلام کر دیتے، کوئی ان سے سلام کرنے میں پہل نہیں کرسکتا تھا، اگر کوئی ان کے سلام کا جواب اضافہ کر کے دیتا تو آپ مزید دعائیہ کلمات کا اضافہ کر کے جواب دیتے۔ (۱)

پیارے بچو! اپنی یہ عادت بناؤ کہ ہمیشہ سلام میں پہل کرو، جب گھر میں داخل ہوں تو سلام کریں، جب اسکول یا مدرسے جانے لگیں تو سلام کرتے ہوئے جائیں، راستے میں جس سے ملاقات ہو تو پہلے سلام کریں، پھر خیر وعافیت پوچھیں، رخصت ہوتے وقت بھی سلام کریں، ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سلام کو عام کرو۔ ہر مسلمان شخص کو سلام کریں چاہے آپ اس کو جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں۔

رحم دلی

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت رحم دل اور بردبار تھے، غزوہ بدر میں گرفتار ہونے والے قیدیوں کے بارے میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ آپ کی قوم کے لوگ ہیں، ان کو چھوڑ دیں، ممکن ہے کہ یہ توبہ کریں اور اللہ تعالیٰ انہیں دینِ اسلام قبول کرنے کی توفیق بخش دے، پس میرے خیال میں مناسب یہ ہے کہ ان سے فدیہ

---

(۱) الأدب المفرد: باب فضل السلام، ص۳۴۲، رقم الحديث: ۹۸۷، الناشر: دار البشائر الإسلامية.

Scanned with CamScanner

لے کر ان کو چھوڑ دیں۔ (۱)

خشیتِ الٰہی

اللہ تعالیٰ کا ڈر وخوف اور ہر وقت یہ دھیان کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے، جب یہ کیفیت پیدا ہو جائے تو انسان بہت سارے گناہوں سے بچ جاتا ہے، جس طرح شاگرد استاذ کے سامنے، بیٹا باپ کے سامنے کوئی غلط حرکت نہیں کرتا کہ میرا استاذ اور والد دیکھ رہا ہے، اسی طرح جب یہ دھیان پیدا ہو جائے کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے تو انسان بہت سارے گناہوں سے بچ جاتا ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خوف الٰہی کا اس قدر غلبہ تھا کہ ہر وقت اپنا محاسبہ کرتے، بات بات پر سرد آہیں بھرتے، اسی لیے ان کا لقب ''اَوَّاہٌ مُنِیْبٌ'' یعنی بہت آہیں بھرنے والا اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والا پڑ گیا۔

کبھی کسی سرسبز درخت کی طرف دیکھتے تو فرماتے: کاش میں درخت ہی ہوتا تا کہ آخرت میں مجھ سے کوئی حساب وکتاب نہ ہوتا۔

کسی باغ کے پاس سے گذرتے تو پرندوں کو اڑتے اور چہچہاتے دیکھتے تو فرماتے: پرندو! تمہیں مبارک ہو کہ جہاں چاہتے ہو چرنے لگتے ہو، جس درخت پر چاہتے ہو بیٹھ جاتے ہو، قیامت کے دن تمہارا کوئی حساب وکتاب نہ ہوگا، کاش ابو بکر بھی تمہاری طرح ہوتا۔ (۲)

رقّتِ قلب

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دل کے بڑے نرم تھے، اور خوف خدا سے ہمیشہ رویا کرتے تھے، قرآنِ کریم کی تلاوت کے وقت اس قدر رویا کرتے تھے کہ دیکھنے والوں کو بھی رونا آجاتا تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

---

(۱) معالم التنزیل: سورة الأنفال آیت: ٦٧ کے تحت، ج۲ ص ۳۰۹، الناشر: دار إحیاء التراث العربی.

(۲) تاریخ الخلفاء: ترجمة: ابو بکر الصدیق، ص٨٦، الناشر: نزار مصطفی الباز.

بہت رونے والے شخص تھے، جب قرآن کی تلاوت کرتے تو آنسو لڑیوں کی طرح بہہ رہے ہوتے تھے۔

اکثر فرمایا کرتے تھے: اے لوگو! اللہ کے خوف سے روؤ، اگر رونا نہ آئے تو رونے کی کوشش کرو۔

وفات سے پہلے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ابوبکر لوگوں کو امامت کروائیں، تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمانے لگیں کہ رونے کی وجہ سے آپ کی قرأت کی آواز نہ سنائی دے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اشارتاً اپنی وفات کی خبر بتلائی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے۔ (۱)

زندگی میں قناعت

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہ نے کہا: میرا دل چاہتا ہے کہ کوئی میٹھی چیز کھائیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میرے پاس اتنی رقم نہیں ہے کہ میں تمھارے لیے یہ خرید سکوں، آپ کی اہلیہ نے فرمایا: میں روزانہ کے کھانے کی مقدار میں سے تھوڑی تھوڑی رقم بچالیا کروں گی، کچھ دنوں میں اتنی رقم جمع ہو جائے گی ہم وہ میٹھی چیز کھا سکیں گے، آپ کی اہلیہ نے کئی روز میں اتنی رقم جمع کر لی جو اس میٹھی چیز یعنی حلوے کے لیے کافی ہو۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب یہ پتہ چلا تو فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اتنی رقم ہمیں بیت المال سے زیادہ ملتی ہے، اس کے بغیر بھی ہمارا گذر بسر ہو سکتا ہے، لہٰذا وہ زائد رقم جو اہلیہ نے جمع کی تھی بیت المال میں جمع کرائی، اور آپ جو بیت المال سے وظیفہ لیتے تھے اس میں اتنی رقم اپنے معاوضہ میں سے کم کر دی کہ یہ ہماری ضرورت سے زائد

---

(۱) صحیح البخاری: کتاب الصلاۃ، باب المسجد یکون فی الطریق من غیر ضرر بالناس، ج۱ ص۱۰۲، رقم الحدیث: ۴۷۶، الناشر: دار طوق النجاۃ.

Scanned with CamScanner

ہے، اور اپنا وظیفہ کم کر دیا۔ (۱)

پیارے بچو! اس واقعے سے اندازہ لگائیں کہ خلیفہ وقت کی اہلیہ کی چاہت تھی کہ کوئی میٹھی چیز کھائیں، لیکن ان کے پاس اتنی گنجائش نہیں تھی کہ وہ خرید سکیں، حالانکہ آج کل کتنی بے دردی کے ساتھ رزق کو ضائع کیا جاتا ہے، آدھا کھایا اور آدھا پھینک دیا۔ شادی ہالوں میں آدھے سے زیادہ کھانا ضائع کیا جاتا ہے، ہمارے کھانے پینے کے اخراجات اتنے زیادہ ہیں کہ اگر ہم انہیں کم کریں تو کتنے ہی غریب گھرانوں میں چولہا جل سکے گا۔ کھانے کے لیے دور دراز کا سفر کر کے ہوٹلوں میں جانا اور ایک ایک وقت میں ہزاروں روپے فضول خرچ کرنا، کیا اس بارے میں ہم سے سوال نہیں ہوگا؟ بعض والدین نے محض اولاد کے کہنے پر ہزاروں روپے کے مہنگے کھلونے لا کر دے دیتے ہیں، اور کبھی یہ نہیں سوچتے کہ ہمارے پڑوس میں کتنے ہی نادار اور غریب ایسے ہیں جنہیں دو وقت کا کھانا بھی نہیں ملتا۔

پیارے بچو! آپ کو چاہیے کہ آپ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح قناعت کے ساتھ زندگی گذاریں اور جو رقم ضرورت سے زائد ہوا ُسے غرباء اور فقراء میں تقسیم کریں۔ جتنی زندگی میں سادگی ہوگی اتنی اللہ کی مدد اور برکت نازل ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند عبد الرحمٰن جنگ بدر میں حالت کفر پر تھے، اور عین جنگ کے دوران حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے فرزند کی تلوار کی زد میں آئے تو بیٹے نے والد ہونے کی وجہ سے اپنا رخ دوسری طرف موڑ لیا، پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں دین اسلام قبول کرنے کی توفیق عطاء فرمائی، تو مسلمان ہونے کے بعد ایک موقع پر اپنے والد سے کہنے لگے کہ آپ میری تلوار کی زد میں آئے تھے لیکن میں نے والد سمجھ کر آپ پر وار نہیں کیا۔

---

(۱) أشهر مشاهير الاسلام: ترجمه أبوبكر الصديق، زهده وورعه، ج۱ ص۹۳.

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بیٹا! اگر تم میری تلوار کی زد میں آجاتے تو میں تمھیں قتل کر دیتا، اس لیے کہ اس وقت تم محمدؐ کے دشمن اور دین کے مخالف ہونے کی حیثیت سے آئے تھے۔ (۱)

پیارے بچو! اس واقعے سے اندازہ لگائیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر محبت تھی کہ اپنے بیٹے سے فرمایا کہ اگر تم میری تلوار کی زد میں آجاتے تو میں تمھیں قتل کر دیتا، انسان کو دنیا میں سب سے زیادہ محبت اپنی اولاد سے ہوتی ہے، لیکن صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت اولاد سے زیادہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی۔

مہمان کا اکرام

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت مہمان نواز تھے، کبھی آپ کے گھر سے کوئی مہمان بغیر اکرام کے نہیں گیا، ایک مرتبہ رات کے وقت چند مہمان آپ کے ہاں تشریف لائے، اس وقت اچانک آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ضروری کام کے سلسلے میں جانا پڑا، آپ نے اپنے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن سے فرمایا کہ میرے آنے سے پہلے پہلے ان مہمانوں کی اچھے طریقے کے ساتھ مہمان نوازی کرو، اور خوب ان کا اکرام کرو، حضرت عبدالرحمٰن نے مہمانوں کے سامنے کھانا وغیرہ لا کر رکھ دیا، لیکن مہمانوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ اس وقت تک ہم نہیں کھائیں گے جب تک کہ میزبان حضرت ابوبکر تشریف نہ لے آئیں، اتفاقاً آپ کو کچھ تاخیر ہوگئی، جب آئے تو آپ کو معلوم ہوا کہ مہمانوں نے اب تک کھانا نہیں کھایا، تو آپ حضرت عبدالرحمٰن پر نہایت غصے ہوئے اور برا بھلا کہا کہ تم نے اب تک مہمانوں کا کوئی اکرام نہیں کیا، تو حضرت عبدالرحمٰن نے کچھ دیر کے بعد جب حضرت صدیق اکبر کا غصہ ٹھنڈا ہوگیا تو فرمایا کہ میں نے

(۱) تاریخ مدینۃ دمشق: ترجمۃ: عبد اللہ ویقال عتیق بن عثمان بن قحافۃ، ج۳۰ ص ۱۲۷، ۱۲۸، رقم الحدیث: ۳۳۹۸، الناشر: دار الفکر.

Scanned with CamScanner

ان کے سامنے کھانا لاکر رکھا تھا لیکن انہوں نے کہا: جب تک آپ تشریف نہ لائیں ہم کھانا نہیں کھائیں گے۔ پھر مہمانوں نے بھی یہی بات کہی، پھر بامشکل حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غصہ ٹھنڈا ہوا، پھر کھانا لایا گیا اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہکے ساتھ سب نے مل کر کھانا کھایا۔(۱)

پیارے بچو! اس واقعے میں ہمارے لیے بھی یہ سبق ہے کہ ہمارے گھر میں بھی کوئی مہمان آئے تو ہم اس کا خوب اکرام کریں، جب مہمان آئے تو کھڑے ہوکر اس کا استقبال کریں۔ اور گھر میں صاف ستھری اور عمدہ جگہ پر انہیں بٹھائیں، خوش اخلاق اور مسکراتے چہرے کے ساتھ مہمان کا اکرام کریں، ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ مہمان کا اکرام کرے۔ مہمان کے اکرام سے اللہ تعالیٰ رزق میں برکتیں عطا فرماتا ہے، جتنے خلوص اور محبت کے ساتھ مہمان کا اکرام کریں گے اتنا ہی اللہ اور اس کا رسول ہم سے خوش ہوں گے۔

اوّلیاتِ صدیق اکبر

۱....مردوں میں سب سے پہلے آپ نے اسلام قبول کیا۔

۲....قرآنِ کریم کو کتابی صورت میں جمع کرنے کا شرف آپ کو ملا۔

۳....اسلام میں سب سے پہلے لقب ''صدیق'' انہیں عطا ہوا۔

۴....اس امت کے سب سے پہلے داعی یعنی لوگوں کو دین اسلام کی طرف دعوت دینے والے آپ ہیں۔ اور آپ کی دعوت پر بڑے بڑے صحابہ مسلمان ہوئے۔

۵....سب سے پہلے وہ خلیفہ جن کو باپ کی حیات میں خلافت ملی۔

۶....سب سے پہلے خلیفہ راشد آپ ہیں۔

۷....سب سے پہلے بیت المال کا نظام آپ نے قائم کیا۔

(۱) صحيح البخاري: كتاب الأدب، باب ما يكره من الغضب والجزع عند الضيف، ج۸ ص ۳۳، رقم الحديث: ۶۱۴۰، الناشر: دار طوق النجاة.

Scanned with CamScanner

۸.... صحابہ کرام میں سب سے پہلے اجتہاد آپ نے کیا۔

۹.... سب سے پہلے آپ کا لقب ''خلیفہ'' ہوا۔

۱۰.... امت محمدیہ میں سب سے پہلے آپ جنت میں داخل ہوں گے۔ (۱)

حلم وبردباری

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت حلیم اور بردبار شخص تھے، (حلیم کا مطلب ہے برداشت کرنا، کوئی شخص آپ کو تکلیف دہ بات کرے، یا آپ کو جسمانی تکلیف پہنچائے اور آپ اس کو برداشت کر کے اس شخص کو معاف کر دیں) آپ مسلمانوں کے درمیان اس طرح بیٹھتے تھے کہ کوئی عام شخص یہ نہیں پہچان سکتا تھا کہ آپ خلیفہ رسول ہیں، ایک مرتبہ کسی نے آپ پر کسی بات پر تہمت لگائی تو آپ نے فرمایا: تم نے میرے بے شمار عیبوں میں سے صرف ایک ہی عیب بتایا ہے۔

اخلاقِ کریمانہ

ابتداءً نبوت کے وقت ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسکین وتسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: بلاشبہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، ضعیفوں اور کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، فقیروں محتاجوں کی مدد کرتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور مصائب میں حق بات کی حمایت کرتے ہیں۔

مشرکین مکہ کے رئیس ابن الدغنہ نے اسی طرح کے الفاظ حضرت ابو بکر کے متعلق کہے تھے کہ بلاشبہ آپ ناداروں اور محتاجوں کی مدد کرتے ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں، ضعیفوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور مصائب میں حق کی حمایت کرتے ہیں۔

پہلا بیان اُمّ المؤمنین کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے، دوسرا ابن الدغنہ کا

---

(۱) تاریخ الخلفاء: ترجمة: أبو بكر الصديق- فصل في أولياته، ج۱ ص۶۲،۶۳، الناشر: نزار مصطفى الباز.

Scanned with CamScanner

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ہے۔ دیکھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان اخلاقِ کریمانہ اور اعمالِ حسنہ کے درمیان کس قدر مماثلت تھی کہ الفاظ بھی ایک جیسے استعمال کیے گئے۔ (۱)

بے تعصبی

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طبیعت میں میں کسی قسم کا تعصب یعنی بلا وجہ کسی سے دشمنی اور نفرت نہ تھی، آپ میں قومیت (کہ یہ میری قوم اور قبیلے کا فرد ہے) یا لسانیت (کہ اس کی اور میری زبان ایک ہے) اس سے کوسوں دور تھے، غزوۂ حنین میں ایک کافر کو حضرت ابوقتادہ انصاری نے قتل کیا، لیکن اس کے سامان پر مکہ کے ایک قریشی نے قبضہ کرلیا، جو حضرت ابوبکر کے خاندان اور علاقے کا تھا حضرت ابوقتادہ نے اس سامان کا مطالبہ کیا تو حضرت ابوبکر نے ان کی حمایت کی اور فرمایا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر مال سے محروم ہو اور (قریش کی ایک چڑیا مفت میں مال کے مزے اڑائے)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر نے سچ کہا اور اس کافر کا مال حضرت ابوقتادہ کو دلایا۔ (۲)

وفات سے پہلے اپنا جانشین نامزد کرنے لگے تو اپنے قبیلے بنوتیم کو بالکل نظر انداز کردیا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ نامزد کیا۔ یعنی اپنے قبیلے میں سے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا۔

اولاد سے محبت

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی اولاد سے بے حد محبت تھی، اور آپ اس کا اظہار

---

(۱) صحیح البخاری: کتاب الحوالات، باب جوار أبی بکر فی عهد النبی ﷺ، ج۳ ص۹۸، رقم الحدیث: ۲۲۹۸، الناشر: دار طوق النجاة.

(۲) صحیح البخاری: کتاب فرض الخمس، باب من لم یخمس الأسلاب، ج۴ ص۹۲، رقم الحدیث: ۳۱۴۲، الناشر: دار طوق النجاة.

Scanned with CamScanner

بھی کیا کرتے تھے، آپ کے بڑے صاحبزادے عبدالرحمٰن الگ مکان میں رہتے تھے، لیکن ان کے گھر کا خرچہ آپ نے اپنے ذمہ لیا ہوا تھا۔

آپ کی بڑی صاحبزادی حضرت اسماء کی شادی حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی، وہ شروع شروع میں بہت تنگدست تھے، گھر میں کوئی خادمہ یا باہر کے کاموں کے لیے کوئی خادم نہ تھا، حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سارا کام خود کرنا پڑتا تھا، آٹا گوندھنا، کھانا پکانا، کنویں سے پانی نکال کر گھر لانا، جانوروں کو چارہ ڈالنا اور ان کی صفائی کرنا، گھر کے کام کاج کرنا، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب ان حالات کا علم ہوا تو انہوں نے ایک خادم خرید کر حضرت اسماء کی خدمت میں بھیج دیا، حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: گویا ابا جان نے مجھے کام کاج سے آزاد کر دیا۔ (۱)

مزاج میں نظافت

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزاج میں صفائی ستھرائی اور نظافت بہت تھی، ہمیشہ خود بھی صاف رہتے اور اپنے کھانے پینے کی اشیاء میں بھی صفائی کا خوب خیال رکھتے تھے، ہجرت کے سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹان کے سائے میں آرام کرنے لگے تو آپ نے پہلے اپنے ہاتھ سے زمین ہموار کی اور پھر کپڑا بچھایا، اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ آرام فرمائیں۔

اتنے میں دیکھا کہ ایک چرواہا بکریوں کا ریوڑ لے کر گذر رہا تھا، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے دودھ کی فرمائش کی، جب وہ دودھ نکالنے لگا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: پہلے اپنے ہاتھ دھولو، جب اس نے ہاتھ دھو لیے تو فرمایا: بکری کے تھنوں کو بھی دھولو تاکہ گرد و غبار ہٹ جائے، پھر آپ نے صاف برتن دیا کہ اس میں دودھ

---

(۱) مسند احمد: مسند الأنصار، حديث أسماء بنت أبي بكر الصديق، ج۴۴ ص۵۰۲، رقم الحديث: ۲۶۹۳۷، الناشر: مؤسسة الرسالة.

Scanned with CamScanner

نکالو۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو آپ کی خدمت میں یہ دودھ پیش کیا۔[1]

ہجرت مدینہ کا یادگار تاریخی سفر

جب مکہ کے کافروں نے اسلام کی روشنی کو قبول کرنے سے انکار ہی نہیں کیا بلکہ اس روشنی کو بجھانے کا پکا ارادہ کرلیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدوانندی ارشاد کے مطابق مدینہ منورہ ہجرت کا ارادہ فرمایا۔

دوپہر کے وقت سخت دھوپ میں آپ نے اپنے رفیق وغمگسار کا دروازہ کھٹکھٹایا، اور اپنے اس ارادے کا اظہار فرمایا، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا مجھے بھی ساتھ چلنے کی اجازت ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں، تیار ہو جاؤ۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے اسی دن کی تمنا میں پہلے ہی سے اونٹنیاں تیار کر رکھی ہیں۔

اس تاریخی سفر کے تمام انتظام حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سامان سفر درست کیا۔ عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ کے حالات کی اطلاع پہنچانے پر مقرر ہوئے، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ کے سپرد یہ خدمت ہوئی کہ وہ بکریاں لے کر غار ثور میں آیا کریں اور تازہ دودھ پلایا کریں اور یہاں بکریاں چرائیں تاکہ پاؤں کے نشانات مٹ جائیں۔

ان انتظامات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دو عزیز ترین اور قدیم ترین رفیقوں میں سے ایک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے بستر پر لٹا کر اور دوسرے

---

(۱) صحیح البخاری: کتاب المناقب، باب مناقب المهاجرين وفضلهم، ج۵ ص۳، رقم الحديث: ۳۶۵۲، الناشر: دار طوق النجاة.

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے ساتھ لے کر مدینے کی طرف چل پڑے۔ جب کافروں کو معلوم ہوا کہ ان کی سازش ناکام رہی تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں چاروں طرف آدمی دوڑائے۔ کچھ لوگ تلاش کرتے کرتے عین غار کے منہ پر پہنچ گئے، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی وجہ سے غمگین ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اگر کافر نیچے کی طرف نظر ڈالیں تو ہمیں دیکھ لیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے اطمینان کے ساتھ فرمایا: اے ابوبکر! غم نہ کرو، خدا ہمارے ساتھ ہے۔ قرآن مجید نے اس واقعہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

''اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہ کرو گے (تو نہ سہی) اللہ نے اس کی اس وقت مدد کی ہے جب اسے کافروں نے اس کے رفیق کے ساتھ نکال دیا تھا۔ جب وہ دونوں غار میں تھے اور وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا غم نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے۔'' اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے یار غار کے ساتھ سفر کرتے ہوئے مدینہ منورہ پہنچے۔[1]

اولاد کی تربیت

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت فرما کر تشریف لے جا رہے تھے تو اس خیال سے کہ نہ معلوم راستہ میں کوئی ضرورت پیش آ جائے، چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ساتھ تھے اس لیے جو کچھ مال اس وقت موجود تھا، جس کی مقدار پانچ، چھ ہزار درہم تھی وہ سب ساتھ لے لیا، ان حضرات کے تشریف لے جانے کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ابو قحافہ جو نابینا ہو گئے تھے، اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، پوتیوں کے پاس تسلی کے لیے آئے، آکر افسوس سے کہنے لگے کہ میرا خیال ہے کہ ابوبکر نے اپنے جانے کا صدمہ بھی تم کو پہنچایا اور مال بھی شاید سب لے گئے، یہ دوسری مشقت تم پر ڈال دی۔

(۱) السيرة النبوية لابن هشام: هجرة الرسول ﷺ، ج۱ ص۴۸۶، الناشر: مصطفى البابي حلبي.

Scanned with CamScanner

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں: میں نے کہا نہیں دادا جان وہ تو بہت کچھ چھوڑ گئے ہیں، یہ کہہ کر میں چھوٹے چھوٹے پتھر جمع کر کے گھر کے اس طاق میں رکھ دیے جس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درہم پڑے رہتے تھے، اور ان پر ایک کپڑا ڈال کر دادا جان کا ہاتھ اس کپڑے پر رکھ دیا، جس سے انہوں نے ہاتھ سے یہ اندازہ کیا کہ یہ درہم بھرے ہوئے ہیں، کہنے لگے خیر یہ اس نے اچھا کیا کہ تمہارے لیے اتنے دراہم چھوڑے کہ تمہارا اچھا گزارا اس میں ہو جائے گا۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ اللہ کی قسم! کچھ بھی نہیں چھوڑا تھا مگر میں نے دادا جان کی تسلی کے لیے یہ صورت اختیار کی کہ ان کو اس کا صدمہ نہ ہو۔(۱)

تین چاند

ایک دن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خواب دیکھا کہ ان کے حجرے میں تین چاند آ کر گرے، انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس خواب کا تذکرہ کیا، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تمہارے اس حجرے میں تین چاند مدفون ہوں گے، پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو حضرت ابوبکر نے فرمایا: اے عائشہ! تمہارے حجرہ میں ایک بہترین اور ساری کائنات کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالنے والا چاند مدفون ہو گیا۔

پھر دوسرے چاند حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، جب ان کا انتقال ہوا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوس میں دفن ہوئے، اور تیسرے چاند حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، جب ان کا انتقال ہوا تو یہ بھی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں دفن ہوئے۔(۲)

(۱) مسند أحمد: مسند النساء، حديث أسماء بنت أبي بكر الصديق، ج۴۴ ص۵۲۰، رقم الحديث: ۲٦۹۵٧، الناشر: مؤسسة الرسالة.

(۲) الطبقات الكبرى: السيرة النبوية، ذكر موضع قبر رسول الله ﷺ، ج۲ ص۲۲۴، الناشر: دار الكتب العلمية.

Scanned with CamScanner

احد پہاڑ پر نبی صدیق اور دو شہید

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُحد پہاڑ پر تھے، اچانک پہاڑ ہلنے لگا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پاؤں مبارک مارا اور فرمایا: اے اُحد! رُک جا، اس وقت تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

صدیق سے مراد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، اور دو شہیدوں سے مراد حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما ہیں۔ (۱)

حوض کوثر پر رفاقتِ نبوی

ایک دن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف فرما تھے، اسی دوران جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! تم حوضِ کوثر پر میرے رفیق اور غار میں میرے ساتھی ہو۔ (۲)

مریضوں کی عیادت

اگر کوئی شخص بیمار ہو تو اس کی عیادت کے لیے جانا بہت بڑے اجر وثواب کا باعث ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور کبھی تنہا مریضوں کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے، آپ کو اگر معلوم ہو جاتا کسی شخص کی بیماری کا تو فوراً عیادت کے لیے جاتے تھے، ایک مرتبہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہوئے، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیدل بنوسلمہ کے محلہ میں گئے اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر جا کر ان کی عیادت کی۔ (۳)

---

(۱) صحیح البخاری: کتاب المناقب، باب قول النبی ﷺ: لو کنت متخذا، ج۵ ص۹، رقم الحدیث: ۳۶۷۵، الناشر: دار طوق النجاۃ.

(۲) سنن الترمذی: ابواب المناقب، باب مناقب ابی بکر الصدیق، ج۵ ص۶۱۳، رقم الحدیث: ۳۶۷۰، الناشر: مصطفی البابی حلبی.

(۳) صحیح البخاری: کتاب الفرائض، باب، ج۸ ص۱۴۸، رقم الحدیث: ۶۷۲۳، الناشر: دار طوق النجاۃ.

Scanned with CamScanner

پیارے بچو! اس واقعے میں ہمارے لیے بھی یہ سبق ہے کہ اگر ہمارے پڑوس میں، عزیز واقارب اور رشتہ داروں میں یا اس کے علاوہ ہمارا کوئی مسلمان بھائی بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کریں، اور بیمار شخص کو جا کر تسلی دیں اور ان کی شفایابی کے لیے دعا کریں، ایسی جگہ پر نہ کھیلیں کہ آپ کے کھیلنے اور شور سے کسی مریض کو تکلیف ہو، عیادت کرتے وقت مریض کی بیماری اور مزاج کی رعایت رکھتے ہوئے کچھ پھل فروٹ، جوس وغیرہ ساتھ لے جانا بہتر ہے، اس سے محبت بڑھتی ہے، مریض کے پاس تھوڑی دیر بیٹھیں اور جاتے وقت ان سے دعا کا کہیں، اللہ تعالیٰ بیمار شخص کی دعائیں زیادہ قبول فرماتے ہیں۔

مردوں کی تعزیت

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اگر کسی شخص کے انتقال کی خبر ہوتی تو فوراً ان کے جنازہ میں شریک ہوتے، پھر ان کے عزیز واقارب کے پاس جا کر ان کو صبر کی تلقین کرتے اور تسلی دیتے، اکثر غم زدہ اور پریشان حال خاندانوں میں تعزیت کے لیے تشریف لے جاتے، مشہور صحابی حضرت عبد اللہ بن سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ گئے تو ان کے والد حضرت سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جا کر ان کی تعزیت کی۔ [1]

پیارے بچو! اگر آپ کی عمر سات سال یا اس سے زیادہ ہے تو آپ وضو کر کے، صاف کپڑے پہن کر نماز جنازہ میں شرکت کریں، اور جب کبھی والدین کے ساتھ کسی کی تعزیت کے لیے جانا ہو تو وہاں شور شرابا نہ کریں، خاموشی سے بیٹھے رہیں، اور زبان سے اللہ کا ذکر کرتے رہیں، اور اس مسلمان بھائی کے لیے جو دنیا سے پردہ فرما چکے ہیں مغفرت کی دعا کریں، میت کے گھر جا کر نہ کھیلیں، نہ ہنسی مذاق کریں، آپ کے اس طرح کرنے سے ان گھر والوں کو تکلیف ہوگی، چونکہ وہ پہلے سے غم زدہ ہیں اس لیے کوئی ایسی حرکت نہ کریں

(۱) صفة الصفوة: ترجمة: عبد الله بن سهيل بن عمرو، ج۱ ص۱۷۱، الناشر: دار الحديث قاهرة.

Scanned with CamScanner

جس سے انہیں تکلیف ہو۔

خوش طبعی

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت نہایت باوقار اور سنجیدہ تھے، لیکن خوش طبعی اور مزاح بھی کبھی کبھار فرمایا کرتے تھے، ایک مرتبہ نماز عصر پڑھ کر مسجد نبوی سے نکلے، راستے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا، اس وقت حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کم عمر تھے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریب موجود تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت پیار و محبت سے اپنے کندھے پر بٹھایا اور فرمایا:

بِأَبِي شَبِيْهٌ بِالنَّبِيِّ لَيْسَ شَبِيْهٌ بِعَلِيٍّ وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ۔ (۱)

ترجمہ: میرا والد تجھ پر قربان ہو، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل ہیں، حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے مشابہ نہیں ہو۔ یہ سن کر حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہنس پڑے۔

پیارے بچو! اس سے معلوم ہوا کہ ہنسی مذاق اور خوش طبعی اسلام میں منع نہیں ہے، لیکن کسی شخص کا مذاق اڑانا یہ بہت بڑا گناہ ہے، مثلاً کسی بزرگ شخص یا معذور یا بیمار شخص کو دیکھ کر اس کی نقل اتارنا، یا اس کا مذاق اڑانا بہت بری حرکت ہے، کسی شخص پر طعنے کسنا، اس کی چڑ رکھنا، برے القابات کے ساتھ کسی کو پکارنا، مثلاً او اندھے، اولنگڑے، اوموٹے، دوسرے بچوں کو ہنسانے کے لیے کسی کو چھیڑنا، کسی کو پتھر یا غلیل سے مارنا، یہ سب حرکتیں ناپسندیدہ ہیں۔ ہنسی مذاق بھی اس سے کی جائے جو آپ کی اس خوش طبعی سے خوش ہو، اور مذاق کے دوران بھی جھوٹ نہ بولیں، ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خوش طبعی کے دوران بھی جھوٹ نہیں بولتے تھے، مثلاً ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ مجھے سواری کے لیے ایک

(۱) صحيح البخاري: كتاب المناقب، باب مناقب الحسن والحسين، ج۵ ص۲۶، رقم الحديث: ۳۷۵۰، الناشر: دار طوق النجاة.

Scanned with CamScanner

اونٹ چاہیے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس اونٹ کا بچہ ہے، چاہیے تو لے لو، تو اس شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے سواری کے لیے اونٹ چاہیے، بچہ نہیں چاہیے، تو آپ نے فرمایا: ہر اونٹ دوسرے اونٹ کا بچہ ہی تو ہوتا ہے، تب اس کو بات سمجھ آئی، دیکھئے آپ نے مزاح کے دوران بھی جھوٹ نہیں بولا۔ (۱)

راز کی حفاظت

راز ایک امانت ہے، سچا دوست وہی ہوتا ہے جو اپنے دوست کے راز کو کسی کے سامنے ظاہر نہیں کرتا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے محب اور محبوب تھے، اور ساتھ ہی آپ کے گہرے دوست اور رفیق بھی تھے، اس لیے ساری زندگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو کبھی کسی پر ظاہر نہیں کرتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے نہایت مخلص دوست تھے لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا راز ان کو بھی نہیں بتاتے تھے، ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اگر تم پسند کرو تو میں تمہارا نکاح اپنی بیٹی حفصہ سے کرا دوں، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش رہے کوئی جواب نہیں دیا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے بڑے پریشان ہوئے کہ میرے ان سے اتنے گہرے تعلقات تھے اور انہوں نے اب تک بھی کوئی جواب نہیں دیا، چند روز بعد حضرت حفصہ کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگیا، نکاح کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور فرمایا: تمہیں میری خاموشی سے تکلیف ہوئی ہوگی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جی ہاں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تمہاری بات کا جواب دینے سے مجھے اس بات نے روکا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ سے نکاح کرنے کا ارادہ

(۱) سنن أبی داود: کتاب الأدب، باب ما جاء فی المزاح، ج۴ ص۳۰۰، رقم الحدیث:۴۹۹۸، الناشر: المکتبة العصریة.

Scanned with CamScanner

میرے سامنے ظاہر فرمایا تھا، اس لیے میں نے خاموشی اختیار کی، اگر آپ ارادہ ترک کر دیتے تو میں حضرت حفصہ سے نکاح کر لیتا۔ (۱)

پیارے بچو! اس سے معلوم ہوا کہ راز کی بات امانت ہوا کرتی ہے کسی دوسرے کے سامنے اس کا اظہار نہیں کرنا چاہیے، اس طرح اپنے راز کی باتیں، گھر کی خفیہ باتیں کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں، اور نہ ہی دوسروں کے رازوں کو تلاش کریں۔

خدمتِ رسول پر جنت میں رفاقت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ غار والی رات میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ مجھے اجازت دیں کہ میں آپ سے پہلے غار میں جاؤں تا کہ اگر کوئی سانپ یا اور کوئی چیز ہو تو وہ مجھے ہی تکلیف پہنچائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: داخل ہو جاؤ، آپ اس میں داخل ہوئے تو اپنے ہاتھوں سے ٹٹولنے لگے جہاں کوئی سوراخ پاتے تو اپنا کپڑا اپھاڑ کر ایک ٹکڑا اس میں بھر دیتے حتی کہ اپنا پورا کپڑا اسی میں لگا دیا۔ پھر بھی ایک سوراخ رہ گیا تو اس پر اپنی ایڑی رکھ لی، پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اندر لے گئے، جب صبح ہوئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا:

"فَأَيْنَ ثَوْبُكَ يَا أَبَا بَكْرٍ"؟

ترجمہ: ابو بکر تمہارا کپڑا کہاں ہے؟

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کیا تھا وہ بتلا دیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ مبارک اٹھائے اور دعا کی:

"اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ أَبَا بَكْرٍ مَعِيْ فِيْ دَرَجَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"

ترجمہ: اے اللہ! ابو بکر کو قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں رکھیں۔

(۱) صحيح البخاري: كتاب النكاح، باب عرض الإنسان ابنته أو أخته على أهل الخير، ج۷ ص۱۳، رقم الحديث: ۵۱۲۲، الناشر: دار طوق النجاة.

Scanned with CamScanner

یعنی جنت میں میری رفاقت نصیب فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی۔ (۱)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت

حضرت ابو بکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان کسی بات میں اختلاف ہوا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ناراض ہو کر چلے گئے، یہ دیکھ کر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو منانے کے لیے چلے، مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ مانے، یہاں تک کہ اپنے گھر میں پہنچ کر دروازہ بند کرلیا۔ مجبوراً صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس آئے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے، ادھر کچھ دیر کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے اس فعل پر ندامت ہوئی، اور یہ بھی گھر سے نکل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گئے، اور اپنا واقعہ عرض کیا، حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو گئے، جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر عتاب ہونے لگا، تو عرض کیا یا رسول اللہ! زیادہ قصور میرا ہی تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ کیا تم سے اتنا بھی نہیں ہوتا کہ میرے ایک ساتھی کو اپنی تکلیفوں سے چھوڑ دو، کیا تم نہیں جانتے ہو کہ جب میں نے کہا: ''يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا'' اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ تو تم سب نے مجھے جھٹلایا صرف ابو بکر ہی تھے جنہوں نے سب سے پہلے میری تصدیق کی۔ (۲)

پیارے بچو! اس واقعہ میں ہمارے لیے یہ سبق ہے کہ اگر ہماری وجہ سے کسی کو تکلیف ہو تو فوراً معافی مانگیں، اپنے کسی دوست سے ناراض نہ ہوں، تین دن سے زیادہ کسی سے بات چیت ختم نہ کریں، اگر آپ کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اسے معاف کریں، ہر ایک

---

(۱) حلیة الأولیاء: ترجمة: أبو بکر الصدیق، ج۱ ص۳۳، الناشر: دار الکتاب العربی.

(۲) صحیح البخاری: کتاب تفسیر القرآن، باب قل یا ایها الناس إني رسول الله --- إلخ، ج۶ ص۵۹، رقم الحدیث ۴۶۴۰، الناشر: دار طوق النجاة.

Scanned with CamScanner

سے اچھے اخلاق سے پیش آئیں، لوگوں کے ساتھ اسی طرح میل جول اور برتاؤ رکھیں کہ ہر شخص محلے میں آپ کی تعریف کرے۔

رعایا کی خدمت

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص دوسرے محتاج کی خدمت کرتا ہے وہ اپنے جسم کی گویا زکوۃ نکال رہا ہوتا ہے۔تو سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا ایک بیوہ عورت کا نام لکھا ہوا ہے کہ اس کی خدمت کا کوئی کام ہے مگر آگے جگہ خالی ہے، انہوں نے اس کا نام، ایڈریس نوٹ کر لیا، اگلے دن فجر کی نماز کے بعد اس کے گھر گئے دستک دی، عرض کی اماں جان! میں خدمت کے لیے آیا ہوں، کیا کوئی خدمت ہے؟ مثلاً گھر کے اندر جھاڑو لگا دی، برتن دھو دینا، یا باہر سے پانی بھر کے مٹکوں میں ڈال دینا تا کہ اس بوڑھی عورت کو باہر نہ جانا پڑے۔اس بوڑھی عورت نے جواب دیا کوئی خدمت کرنے آتا ہے اور وہ یہ سارے کام کر کے چلا جاتا ہے۔اب مجھے کسی اور کی خدمت کی ضرورت نہیں۔ فرمانے لگے: اچھا! اب میں فجر سے پہلے آجاؤں گا۔

اگلے دن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فجر سے پہلے گئے جا کے پھر دستک دی اور فرمایا کہ میں کام کے لیے آیا ہوں۔اس نے کہا جو آنے والا تھا وہ تو کام کر کے جا چکا، پھر انہوں نے اس بڑھیا سے پوچھا اماں! وہ کون ہے؟ وہ کہنے لگی مجھے تو اس کے نام کا نہیں پتہ، میں نے تو اس کی شکل نہیں دیکھی۔وہ آتا ہے، دروازہ کھٹکھٹاتا ہے، میں پردہ کر لیتی ہوں، وہ سارے کام کر دیتا ہے۔جب وہ جانے لگتا ہے تو پھر دروازہ کھٹکھٹاتا ہے، میں باہر آجاتی ہوں۔نہ مجھے نام کا پتہ، نہ اس کی شکل وصورت کا پتہ ہے۔وہ بھی عمر بن خطاب تھے فرمانے لگے: اچھا! اب اگلے دن انہوں نے تہجد کی نماز پڑھی اور جا کر راستے میں بیٹھ گئے کہ میں بھی دیکھوں کہ وہ کون ہے؟ جو رات کے اندھیرے میں اس بڑھیا کے کام کر کے جاتا ہے۔

انہوں نے دیکھا کہ جب چاروں طرف خاموشی تھی، سب لوگ سوئے ہوئے تھے،

Scanned with CamScanner

بالکل اندھیرا چھایا ہوا تھا، اس وقت ایک آدمی آہستہ آہستہ دبے پاؤں چلتا ہوا اس بڑھیا کے گھر کے قریب آرہا ہے۔ تو جب وہ قریب آیا تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مَنْ أَنْتَ ؟ آپ کون ہو؟ تو جواب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز آئی کہ امیر المؤمنین ابوبکر صدیق ہوں۔ امیر المؤمنین رات کے اس وقت میں اس بوڑھی کی خدمت کرنے کے لیے آپ آرہے ہیں۔ اور دیکھا انہوں نے جوتے بھی نہیں پہنے ہوئے ہیں تو پوچھا: امیر المؤمنین! کیا آپ نے جان بوجھ کر جوتے نہیں پہنے یا جوتے تھے ہی نہیں؟ تو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جوتے تو تھے مگر چونکہ یہ لوگوں کے سونے کا وقت ہے اس لیے میں گھر جوتے اتار کے آیا کہ میرے جوتوں کی آہٹ سے کسی دوسرے مسلمان کی نیند نہ خراب ہو جائے۔ (۱)

شیخین کو تعلیم اعتدال

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی رات کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھنے کے لیے باہر نکلا کرتے تھے، ایک مرتبہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ تہجد کی نماز میں بہت آہستہ آہستہ آواز میں قرآن کریم کی تلاوت کر رہے ہیں، جب آگے بڑھے تو دیکھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت زور زور سے قرآن کریم کی تلاوت کر رہے ہیں، اس کے بعد آپ واپس گھر تشریف لے آئے۔

صبح فجر کی نماز کے بعد جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ رات کو ہم نے دیکھا کہ آپ نماز میں بہت آہستہ آہستہ قرآن کریم کی تلاوت کر رہے تھے، اتنی آہستہ آواز میں کیوں کر رہے تھے؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں کتنا خوبصورت جملہ ارشاد فرمایا:

(۱) تاریخ الخلفاء: ترجمة: أبو بكر الصديق، ص۶۴،۶۵ ، الناشر: نزار مصطفى الباز.

Scanned with CamScanner

فرمایا کہ یارسول اللہ! میں جس سے مناجات کررہا تھا اس کو سنا دیا، اس لیے مجھے آواز زیادہ بلند کرنے کی ضرورت نہیں، جس ذات کو سنانا مقصود تھا اس نے سن لیا، اس کے لیے بلند آواز کی شرط نہیں، اس کے بعد آپ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ اتنی زور سے کیوں پڑھ رہے تھے، انہوں نے جواب میں فرمایا کہ میں اس لیے زور سے پڑھ رہا تھا کہ سونے والوں کو جگاؤں اور شیطان کو بھگاؤں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ”تم ذرا بلند آواز سے پڑھا کرو“ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ”تم اپنی آواز کو تھوڑا سا کم کردو“۔ (۱)

پیارے بچو! اس حدیث میں ہمارے لیے کئی سبق ہیں۔ ۱۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم فرض نماز کے ساتھ تہجد کی نماز کا بھی اہتمام کریں۔ ۲۔ تہجد کی نماز میں کثرت کے ساتھ قرآنِ کریم کی تلاوت کریں، تہجد کا وقت نہایت بابرکت وقت ہے، اس میں جو دعائیں کی جائیں اللہ تبارک وتعالیٰ قبول فرماتے ہیں، اس وقت میں چونکہ تمام لوگ آرام کررہے ہوتے ہیں اس لیے یہ وقت بڑا پرسکون ہوتا ہے، اور اس وقت عبادت کرنے میں ریاکاری کا شبہ نہیں ہوتا ہے، اس لیے کہ کوئی دیکھنے والا نہیں ہوتا، سب سو رہے ہوتے ہیں۔ ۳۔ تمام کاموں میں اعتدال یعنی میانہ روی سے کام لیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو درمیانہ راستہ بتلایا کہ نہ اتنے زور سے قرأت کریں کہ دوسروں کو تکلیف ہو، اور نہ اتنا آہستہ قرأت کریں کہ خود بھی نہ سن سکیں۔ ۴۔ حضرت ابوبکر آہستہ آواز سے اس لیے قرأت کررہے تھے تاکہ جو لوگ سوئے ہوئے ہوں انہیں تکلیف نہ ہو، ہمیں بھی چاہیے کہ اگر کوئی آرام کررہا ہو تو ہم شور شرابا نہ کریں، نہ بلند آواز سے باتیں کریں، کہیں ان کے آرام میں خلل نہ آجائے، اس طرح جو آرام کا وقت

---

(۱) سنن ابی داود: كتاب الصلاة، باب في رفع الصوت بالقرائة في صلاة الليل، ج۲ ص۳۷، رقم الحديث: ۱۳۲۹.

Scanned with CamScanner

ہو مثلاً دوپہر کا وقت اس میں اکثر لوگ آرام کرتے ہیں، تو ایسے وقت لوگوں کے گھروں کے سامنے اور گلیوں میں نہ کھیلیں تاکہ ہماری وجہ سے کسی کو تکلیف نہ ہو۔ قرآن کریم کی تلاوت کرنا بہت بڑی عبادت ہے لیکن اگر آپ کی تلاوت کی وجہ سے کسی کے آرام میں خلل آئے تو ایسا کرنا درست نہیں، جب تلاوت جیسی عبادت درست نہیں تو شور شرابا کرنا، چیخیں مارنا، زور زور سے ہنسنا، بلند آواز سے باتیں کرنا کیسے درست ہو سکتا ہے؟ نونہالو! ہمیشہ یہ کوشش کرو کہ آپ کی وجہ سے کسی کو تکلیف نہ ہو۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آخری لمحات

خلیفہ اول اور جلیل القدر صحابی، مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا، زندگی بھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دکھ سکھ میں ساتھ دیا، اپنے عہد میں جھوٹے مدعیانِ نبوت کا خاتمہ کیا، عراق اور شام فتح کئے، زندگی کے آخری ایام میں جب بیماری نے غلبہ پا لیا تو حضرت عمر سے فرمایا کہ آئندہ نماز آپ پڑھایا کریں، جب زندگی کے آخری لمحات تھے تو فرمانے لگے:

"رَبِّ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصَّالِحِیْنَ"

ترجمہ: اے اللہ! مجھے اسلام کی حالت میں موت دے اور اپنے نیک بندوں میں شامل کر۔

ان الفاظ کے خاتمے کے ساتھ ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پچاس اقوال زریں

۱.... مؤمن کو اتنا علم کافی ہے کہ وہ اللہ عزوجل سے ڈرتا رہے۔

۲.... دولت آرزو کے ساتھ حاصل نہیں ہوتی۔

Scanned with CamScanner

۳....صحت دواؤں کے ساتھ حاصل نہیں ہوتی۔

۴....عدل وانصاف ہر ایک سے خوب ہے لیکن مؤمن سے خوب تر ہے۔

۵....گناہ سے توبہ کرنا واجب ہے مگر گناہ سے بچنا واجب تر ہے۔

۶....گناہ جوان کا بھی اگرچہ بد ہے لیکن بوڑھے کا بدتر ہے۔

۷....مشغول ہونا دنیا کے ساتھ جاہل کا برا ہے لیکن عالم کا بہت برا ہے۔

۸....زبان کو شکوہ سے روک دو خوشی کی زندگی عطا ہوگی۔

۹....اس دن پر رو جو تیری عمر کا گذر گیا اور اس میں نیکی نہیں کی۔

۱۰....علم کے سبب کسی نے خدائی کا دعویٰ نہیں بخلاف مال کے۔

۱۱....صبر میں کوئی مصیبت نہیں اور رونے میں کچھ فائدہ نہیں۔

۱۲....رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو یاد کرو تو تم کو اپنی مصیبت بہت کم معلوم ہوگی۔

۱۳....عورتوں کو سونے کی سرخی اور زعفران کی زردی نے ہلاک کر رکھا ہے۔

۱۴....علم پیغمبروں کی میراث ہے۔

۱۵....مصیبت کی جڑ انسان کی گفتگو ہے۔

۱۶....طالب دین عمل میں زیادتی کرتا ہے اور طلب دنیا علم میں۔

۱۷....اخلاص یہ ہے کہ اعمال کا عوض نہ لو۔ دنیا کو آخرت کے لیے اور آخرت کو اللہ تعالیٰ کے لیے چھوڑ دو۔

۱۸....سو درہم میں اڑھائی درہم بخیلوں اور دنیا داروں کی زکوٰۃ ہے، اور صدیقوں کی زکوٰۃ تمام مال کا صدقہ کر دینا ہے۔

۱۹....وہ علماء حق تعالیٰ کے دشمن ہیں جو امراء کے پاس جاتے ہیں، اور وہ امراء حق تعالیٰ کے دوست ہیں جو علماء کے پاس جائیں۔

۲۰....جس پر نصیحت اثر نہ کرے وہ جان لے کہ میرا دل ایمان سے خالی ہے۔

Scanned with CamScanner

٢١.....جو اللہ تعالیٰ کے کاموں میں لگ جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے کاموں میں لگ جاتا ہے۔

٢٢.....جو قوم جہاد فی سبیل اللہ کو ترک کر دیتی ہے وہ ذلت وخسران کے تنگ وتاریک غاروں میں گر جاتی ہے۔

٢٣.....آنکھ دل کا دروازہ ہے کہ قلب کی تمام آفتیں اسی راستہ سے آتی ہیں، اور شہوت ولذات پیدا ہوتی ہیں۔ آنکھ بند کر لے تمام آفتوں سے محفوظ ہو جائے گا۔

٢٤.....صدقہ فقیر کے سامنے عاجزی سے پیش کرو کیونکہ خوش دلی سے صدقہ دینا قبولیت کی علامت ہے۔

٢٥.....دنیا میں تنگی اور فراخی کی آیات ایک ساتھ اتری ہیں۔ تاکہ مؤمن میں خوف بھی ہو اور رجا بھی۔

٢٦.....بھلائی کے ساتھ اپنے معاملہ کا آغاز کرو۔

٢٧.....جب نصیحت کرو تو اختصار سے کام لو، کیونکہ کثرت کلام میں آدمی بھول جاتا ہے کہ اس نے کیا کہا تھا۔

٢٨.....دشمن کے قاصد کا قیام مختصر رکھو تاکہ وہ تمہارے لشکر سے جائے تو اُس سے باخبر نہ ہو۔

٢٩.....رات کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ بات چیت کیا کرو تاکہ تمہیں دن بھر کی خبریں معلوم ہوں اور پوشیدہ باتوں کا علم ہو۔

٣٠.....عمل جاری رکھو اور اپنا شمار مردوں میں سے کرو۔

٣١.....جو بات تمہاری سمجھ میں نہ آئے اسے اللہ کے حوالے کر دو۔

٣٢.....جو جسم اکل حرام سے پرورش پاتا ہے جہنم اس کا بہترین ٹھکانا ہے۔

٣٣.....اے اللہ! تو مجھے لوگوں کے حسنِ ظن کے مطابق بنا، میرے گناہوں کو معاف کر دے اور ان لوگوں کی بے جا تعریف پر میری پکڑ نہ کر۔

٣٤.....میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں لوگوں سے کسی چیز کا سوال

Scanned with CamScanner

نہ کروں۔

۳۵.....لوگ تم کو سلام کرنے میں پہل کرتے ہیں تو ثواب کے مستحق وہی ہوتے ہیں۔ تم خود سبقت کرو تا کہ تم کو ثواب ملے۔ اپنے نفس کا محاسبہ کرو، اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے۔

۳۶.....جب تک موت نے مہلت دے رکھی ہے اس وقت تک تم لوگ نیک اعمال میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔

۳۷.....اے اللہ کے بندو! ان لوگوں کے بارے میں سوچو جو تم سے پہلے دنیا میں تھے، وہ کل کہاں تھے اور آج کہاں ہیں۔

۳۸.....وہ راحت، راحت نہیں ہے، جس کے بعد جہنم ہو۔

۳۹.....وہ تکلیف، تکلیف نہیں ہے، جس کے بعد جنت ہو۔

۴۰.....اس قول میں کوئی خیر نہیں جس سے اللہ کی رضا مقصود نہ ہو۔

۴۱.....اس مال میں کوئی خیر نہیں جسے اللہ کے راستے میں خرچ نہ کیا جائے۔

۴۲.....اترانے سے بچو۔ اس انسان کا کیا اترانا جو مٹی سے بنا ہے اور عنقریب مٹی میں چلا جائے گا۔

۴۳.....کسی آدمی کو ایمان و یقین کے بعد عافیت سے بہتر کوئی نعمت نہیں دی گئی۔

۴۴.....جس وقت اپنے دشمن پر فتح پالو تو چھوٹے بچوں، عمر رسیدہ بوڑھوں، عورتوں اور نابالغوں کو قتل نہ کرو۔

۴۵.....میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کو اپنے رشتہ داروں سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں۔

۴۶.....کسی سے حسد نہ کرو اور نہ ہی کسی کے خلاف دل میں کینہ رکھو۔

۴۷.....ایک دوسرے سے تعلق مت توڑو۔

Scanned with CamScanner

۴۸.... بروں کے پاس بیٹھنے سے اکیلے بیٹھے رہنا اچھا ہے۔

۴۹.... عقل مند کی پہچان یہ ہے کہ وہ زیادہ باتیں نہیں کرتا۔

۵۰.... انسان ضعیف ہے، تعجب ہے کہ وہ کیوں کر خدائے قوی کی نافرمانی کرتا ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

Scanned with CamScanner

مؤلف کی کاوشوں پر ایک طائرانہ نظر

ناشر
ادارۃ المعارف کراچی
021-36123161,021-36032020,0300-2831860
مولانا محمد ظہور صاحب
0334-8414660,0315-1991422

مولانا محمد نعمان صاحب کے علمی و تحقیقی بیانات و دروس کے لئے اس وٹس ایپ نمبر پر رابطہ کریں: 03112645500

Designed & Printed By: Shafaq Urdu Bazar Karachi. 0321-2037721

Scanned with CamScanner